بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
انداز معرفت
مع
احادیث و کرامات
مصنف
میاں عبدالغفور
خلیفہ نقشبندیہؒ، مجددیہؒ، یوسفیہؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
انداز معرفت
مع
احادیث وکرامات
مصنف
میاں عبدالغفور
خلیفہ نقشبندیہؒ، مجددیہؒ، یوسفیہؒ

نام کتاب : انداز معرفت

نام مصنف : میاں عبدالغفور

نظر ثانی : اعجاز حسین

تعداد : 1000

اشاعت : جولائی 2000ء

بار : اول

قیمت :

کمپوزنگ : محمد ارشد انجم۔ زاہد بشیر

اقراء کمپیوٹرز

فرسٹ فلور رحیم سنٹر پریس مارکیٹ فیصل آباد

ملنے کے پتے

(۱) کوارٹر نمبر 1025 شریف چوک ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد

(۲) نوری کتب خانہ امین پور بازار فیصل آباد

(۳) مقبول عام کتب خانہ جھنگ بازار فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و دعا

الحمد لله رب العلمين O الرحمن الرحيم O ملك يوم الدين O اياك نعبدو اياك نستعين O اهدنا لصراط المستقيم O صراط الذين انعمت عليهم O والصلوه والسلام على رسوله محمد و اله و اصحابه و ازواجه و ذريته اجمعين والسلام على عباده الذين الصطفے ربنااتمم لنانورُنا وغفرلنا ذنوبناج انك على كل شئى قدير O

پیش لفظ

تخلیق انسان کا مقصد یائی خدا ہے اور حصول طریق ہے۔

پیر نگر کو جا کے نبی نگر کو جا
نبی نگر کو جا کے یار کا درشن پا

یہی انعمت علیھم کی تفسیر ہے طریقہ جذبہ و سلوک پر کتاب ہذا میں سیر حاصل تبصرہ ہے۔ آیئے مطالعہ فرمایئے انشاء اللہ یہ کتاب علم میں اضافہ اور ذوق میں تیزی کا سبب بنے گی۔ ساتھ ساتھ اس کتاب میں دلکش احادیث و کرامات ہیں جو ایمان افروز اور سبق آموز ہیں و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ سبحنک ما علم لنا الا ما علمتنا انک انت العزیزالحکیم۔

میاں عبدالغفور
خلیفہ نقشبندیہ" مجددیہ" یوسفیہ"
ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد (پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ رح مجددیہ رح یوسفیہ رح

اس طریق کے جو بلند ہے بانی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تحقیقی طور پر تمام بنی آدم سے افضل ہیں۔ اسی وجہ سے اس طریقہ پاک کو تمام نسبتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اس طریق میں نہیایت ابتدا میں اندراج ہے اور اس کی ابتدا عالم امر سے ہے۔ ایک قادری رح دوست اپنی کتاب تعلیم غوثیہ میں فرماتے ہیں کہ رب پاک کے راستوں میں سے سب سے زیادہ قریب سلسلہ عالیہ رح نقشبندیہ ہے کیونکہ اسکی ابتدا عالم امر سے کرتے ہیں۔ یعنی اول لطیفہ قلب سے۔ اس طریق کے بزرگوں نے احوال کو احکام شریعت کے تابع فرمایا ہے۔ اور ذوق و معرفت کو علوم دینی کا خادم ٹھہرایا ہے۔ بات چونکہ قلب سے شروع کی ہے جس کے متعلق ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے بے شک انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو سارا بدن خراب ہوتا ہے سن لو کہ وہ قلب ہے۔ حضرت مجدد صاحب رح فرماتے ہیں اس گوشت کے ٹکڑے کی حقیقت مجھ سے سنو عوام کا یہ پارہ گوشت تو اربعہ عناصر سے یعنی آگ پانی مٹی ہوا سے بنا ہوا ہے اور خواص بلکہ خاص الخاص کا یہ پارہ گوشت وہ ہے جو سلوک و جذبہ (یہ کیفیات کے نام ہیں) تصفیہ (صفائی) تزکیہ (پاکیزگی) اور تمکین قلب (دل کا بقا اختیار کرنا) اور اطمینان نفس کے بعد بلکہ فضل خداوندی سے اجزائے عشرہ (دس اجزا) سے ترکیب پا کر بنا ہے۔ چار جز تو

اربعہ عناصر ہیں ایک جز نفس مطمئنہ اور پانچ اجزاء عالم امر سے ہیں یعنی پانچ لطائف قلب روح سر خفی اور اخفی یہ سب آپس میں جمع ہو چکے ہیں۔ اس طرح انھوں نے ایک عجوبہ حاصل کر لیا ہے۔ اس معاملہ میں جزو اعظم خاک یعنی مٹی ہے۔ یہ وحدانی ہیئت جزو ارضی کے رنگ میں ظاہر ہوئی اور خاک کے ساتھ قرار پکڑا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

خاک شو تا بروید گل
کہ بجز خاک نیست مظہر گل

یعنی خاک بن تا کہ پھول اگیں اور مٹی کے بغیر پھولوں کا ظہور کسی اور شئے سے نہیں ہے۔ جیسے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

دل فضل حق سے ذات پاک کے انوار قدم کی تجلی کا مرکز بنا ہے۔ اور اس کے ساتھ اس نے بقا پائی ہے۔ بخلاف فرشتہ کے جسے ذات پاک کے ساتھ بقا اور تحقق حاصل نہیں ہے۔ اصل کے ساتھ رنگین ہونا جو انسان کو حاصل ہے۔ فرشتہ کو نہ ہے۔ جو شرف انسان کو حاصل ہے وہ قدسیوں کو نہیں ہے۔ انسان کو یہ دولت جزو ارضی کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے اور قلب جو عرش اللہ بنا ہوا ہے اسی عنصر خاک کی وجہ سے ہے جو کل کا جامعہ اور دائرہ امکان کا مرکز ہے۔ ہاں زمین نے پستی کی وجہ سے بلندی پیدا کی ہے۔ عاجزی نے اس کے سر کو بلند کیا ہے کیونکہ جو اپنے آپ کو رب پاک کے آگے نیچے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے۔

مقام قلب محبت ہے جو کوئی جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ باقی ہوتا ہے۔جب دل ذات احدیت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو رجوع دوام سے رب پاک اسے اپنے فضل سے بقا بخشتا ہے اور یہ ماسواسے نجات پالیتا ہے۔ حضرت صدیقؓ نے اپنے کام کو تمام کرکے فرمایا کہ زبان کاذکر تعلقہ دل کاذکر وسوسہ روح کاذکر شرک اور مقام سر کاذکر کفر ہے یاد رکھیئے یہ مقام منتہی حضرات کا ہے مبتدیوں کانہیں ہے مقتدیوں کو اذکار سے واسطہ ہے منتہی آگے گزر گئے ہوئے ہیں جیسے کسی نے خوب کہاہے کہ۔

دل را گفتم بیاداو شاد کنم گفت
من چو ہمہ ٠ او شدم کرا یاد کنم

یعنی میں نے دلؔ سے کہاکہ اس کاذکر کراور خوش ہو تو دل نے جواب میں کہاجب میں تمام کاتمام وہی ہو گیاہوں تو اسے کیوں یاد کروں اس مقام پر یہ حدیث پاک گواہ ہے کہ من عرف اللہ لا یقول اللہ یعنی جس نے اللہ پاک کو پہچان لیاوہ اللہ (زبان سے) نہیں کہتا۔عالم امر کے تمام مقامات قلب روح سر خفی اور اخفی کا یہی حال آخر کار ہو جاتا ہے۔ یہ سب معاملہ لطائف کی فنائیت کے بعد ہوتا ہے جب وہ اپنی اصل یعنی ذات حق میں جاکر سماجائیں بصورت دیگر ذکر کرناپڑتا ہے۔ کسی عارف نے خوب فرمایا ہے کہ ذکر عام کے لئے رحمت اور خواص کے لئے غفلت ہے کیونکہ یگانگی میں عبادت بیگانگی ہے۔ جب ذاکر مذکور میں گم ہو جائے تو ذکر سے رہائی حاصل ہو جاتی ہے۔ ذکر غفلت کے اٹھ جانے کانام نے اگر غفلت اٹھ گئی تو تو ذاکر ہے اور اگر تو ذکر کر رہاہے اور ذات پاک سے غافل ہے تو تو ذاکر نہیں ہے۔ دل کاجاری فرماناشیخ

محترم کے کرم سے ہے اور اس پر ہمیشگی کرنا حضرت رحمٰن کے فضل سے ہے اور واصل بحق ہونا فضل خدا سے ہے جو ایک انعام ہے انعام بلا علت ہوتا ہے۔باقی سب گمان ہے۔ قلب ایک لامکانی شے ہے یہ نصف عالم خلق یعنی عالم جسم سے ہے اور نصف عالم امر سے ہے۔عالم امر لامکانی کو کہتے ہیں اور عالم خلق امکانی یعنی جسمانی کو کہتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں جب فانی کو لافانی کے ساتھ ملایا جائے جسے وصال کہتے ہیں اس وقت فانی کا کوئی اثر نہیں رہتا۔ فرشتہ چونکہ ذات پاک کے ساتھ متحقق نہ ہے اور انسان کو واصل باللہ ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے فرشتہ سے انسان افضل ہے خاص فرشتوں سے خاص بندے افضل ہیں اور عام فرشتوں سے عام انسان افضل ہیں انسان کی تخلیق اس کو صورت پر کی گئی ہے جیسے ان اللہ خلق ادم علے صورتہ اسی وجہ سے یہ خلیفہ حق ٹھہرا ہے۔ مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں ہاں ہاں شئے کی صورت ہی شئے کا خلیفہ ہو سکتی ہے اور جب تک خلافت کے لائق نہ ہو امانت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ نیز حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بادشاہوں کی عطا کو بادشاہوں کی سواریاں ہی اٹھا سکتی ہیں۔

استخارہ یہ فعل سنت ہے استخارہ کے بعد دل کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اگر کسی کام کی طرف پہلے کی نسبت دل میں رجوع زیادہ پایا جائے تو یہ دلیل ہے کہ کام کرلینا چاہیے وگرنہ نہیں اگر توجہ اس قدر ہے جو پہلے تھی اور کچھ کم نہیں ہوئی تو بھی منع نہ ہے اس صورت میں استخارہ دوبارہ سہ بارہ کرلینا روا ہے تاکہ توجہ کی زیادتی کا مفہوم پایا جائے۔استخارہ کی تکرار سات مرتبہ تک

ہے۔ توجہ پہلے سے کم ہو تو کام نہ کرنا چاہیئے۔اس صورت میں بھی مزید استخارہ کرنے کی گنجائش ہے۔

ارباب قلوب یہ وہ لوگ ہیں جو ایک وقت میں اپنے مقصود کو پالیتے ہیں اور ایک وقت میں گم کر لیتے ہیں۔امیدوں کی پراگندگی ان کے مقام کا خلاصہ اور حاصل ہے۔یہ لوگ ایک ہی کیفت میں قائم نہیں رہتے۔ایک وقت میں یہ لوگ حالت قبض میں ہیں(قبض تنگی وقت کا نام ہے) اور دوسرے وقت میں یہ لوگ حالت بسط یعنی خوشی کی حالت میں ہوتے ہیں۔حالت قبض اور بسط عارف کی پرواز کے دو پر ہیں قبض سے تنگ دل اور بسط پر نازاں نہ ہونا چاہئے ارباب قلب توحید وجودی والے سالک ہیں۔

ان کے علاوہ وہ عارف ہیں جو قلب سے قلب پھیرنے والے کی طرف رجوع کر گئے ہیں اور اسی کے ہو لئے ہیں۔یہ لوگ قلب سے نکالے گئے ہیں۔ یہ لوگ تجلیات ذاتی والے ہیں۔ان کا حال دائمی ہے۔یہ رب پاک کے ساتھ آزادی حاصل کر چکے ہیں اور یہ اصحاب تمکین ہیں یعنی ایک حال میں قرار پکڑ چکے ہیں یعنی بقا کے ساتھ۔یہ رجوع سے پاک لوگ ہیں۔ یعنی خواہشات نفسانی کی طرف دوبارہ رجوع نہ کرنے والے ہیں یہ لوگ توحید شہودی والے لوگ ہیں یہ ماسوا سے نجات پاچکے ہیں۔

ہمارے ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ اخلاص کیا ہے فرمایا اخلاص یہ ہے کہ جو بات دل میں ہو زباں پر آئے اس ضمن میں حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرارؒ فرماتے ہیں میری زبان دل کا آئینہ ہے میرا دل

میری روح کا آئینہ ہے میری روح حقیقت انسانی کا آئینہ ہے اور حقیقت انسانی حق سبحانہ تعالیٰ کا آئینہ ہے۔ غیبی حقائق دور دراز سے یعنی ذات پاک کی طرف سے سفر طے کر کے زبان پہ آتے ہیں اور صورت لفظی اختیار کرتے ہیں۔ پھر حقائق کے لیاقت رکھنے والوں کے کانوں تک پہنچتے ہیں۔

عاجزی حضرت جناب مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہم جس قدر بلند جاتے ہیں اتنا ہی نیچے آتے ہیں فرماتے ہیں زیادہ اوپر جانا ہی نیچے آنے یعنی عاجزی کا سبب بنا ہے۔ دانا اس بات کا خیال کریں نہ کریں اگر اس کا بھید معلوم کرلیں تو شاید یقین کرلیں جو آدمی زیادہ عجز اختیار کرتا ہے رب پاک اسے اتنا ہی بلند فرماتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ سے رب پاک نے فرمایا تو جو عبادت کرتا ہے اس سے بہتر لااور وہ چیز لا جو میرے پاس نہیں ہے عرض کیا اے رب پاک وہ کونسی چیز ہے فرمایا عاجزی۔

انسانی ترقی حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں ترقی و عروج پرہیزگاری سے وابستہ ہے۔ اعمال کے دو اجزاء ہیں ایک اوامر یعنی احکام بجالانا دوسرا نواہی یعنی برے کاموں سے بچنا۔ نواہی سے بچنا فرشتوں میں نہیں ہے چونکہ وہ نفس سے مبرا ہیں وہ فطرتاً گناہوں سے معصوم ہیں مگر انسان نہیں ہے اگر اوامر کی وجہ سے ترقی ہوتی تو فرشتے بازی لے جاتے مگر ایسا نہیں ہے ترقی نواہی سے بچنے میں ہے اور پرہیزگاری سراسر مخالفت نفس سے وابستہ ہے جس کے لئے شریعت مطہرہ نازل ہوئی ہے پس شریعت بنی نوع انسان کے لئے ہے جس نے

اس پر عمل کر کے اپنے اصل مقام کو حاصل کر لیا ہے۔ ہمارے سلسلہ کا دارو مدار شریعت پاک تصور شیخ محبت شیخ صحبت شیخ اور دوام رجوع الی اللہ پر ہے۔ جس نے بھی عمل کیا اپنی اصل منزل پائی۔

امام وقت حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ شیخ امام وقت ہے۔ اس طریقہ کا سلوک پیر کی محبت و صحبت سے وابستہ ہے جس نے خود سیر مرادی سے اس راہ کو طے کیا ہو اور قوت انجذاب سے ان کمالات کے ساتھ رنگا ہوا ہو اس کی نظر دلی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اس کی توجہ باطنی مرضوں کو دور کرتی ہے۔ نیز حضرت جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیخ اپنی قوم میں ایسے ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں۔ تو آپ ادب کا شیخ کا اندازہ اس حدیث پاک سے فرمائیے کہ کیا ہونا چاہیے۔ نیز مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں اسی شیخ کا تصور کام دیگا جس کی صورت با معنی ہو۔ بے معنی صورت شیخ کسی کام نہ آسکے گی۔ پس شیخ صاحب علم ہو صاحب معرفت ہو صرف دعوئ شیخی پر ہی نازاں نہ ہو۔

حضرت بایزید بسطامیؒ سے کسی نے پوچھا کہ عرش کیا ہے فرمایا میں عرش ہوں پھر کسی نے پوچھا کہ قلم اور لوح کیا ہیں فرمایا میں قلم اور لوح ہوں پھر پوچھا گیا یہاں حضرت محمد ﷺ حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود ہیں فرمایا وہ بھی میں ہی ہوں پھر آپ سے پوچھا گیا یہاں فرشتے بھی ہیں فرمایا وہ بھی میں ہی ہوں وضاحت یوں فرمائی کہ میں جب سے ذات پاک میں فنا ہوا ہوں ہر چیز اپنے اندر پاتا ہوں۔

قرب حضرت جناب مجدد صاحبؒ ہیں کہ قرب دو طرح سے یعنی بدنی قرب اور قرب تصور فرماتے ہیں بدنی قرب کو ہاتھ سے نہ دو کہ تمام باطنی دولت بدنی قرب پہ موقوف ہے یعنی صحبت شیخ پر ایک جگہ حضرت جنابؒ مذکور فرماتے ہیں کہ مرید اپنے شیخ کے پاس بیٹھا رہے اس کا کام پورا ہو جائے گا۔ دوری کی صورت میں قرب تصور بھی بہت اہم ہے جیسے مولوی غلام رسول صاحب رقمطراز ہیں کہ

رکھ سامنے ساڈی صورت تے بنھ نقشہ وچ دل دے
یاریاں والے سخت کشالے یار نئیں سوکھے ملدے

ایک عورت کا خاوند چل بسا وہ اپنے خاوند کو بہت یاد کرنے لگی تو صاحب قبر خواب میں ملے اور کہا کہ تو مجھے چین نہیں لینے دیتی سچ ہے کہ۔

جہنوں یاد کریئے اوہ وی یاد کردا

مگر بات ہے محبت کی عشق و محبت کے بغیر خشکی ہے اور میاں محمد بخش صاحبؒ فرماتے ہیں۔

خشکی رستے پہنچ نہ سکیں ٹھیل ندی وچ بیڑا
لے عشق دی لہر محمد چھڈ تمامی جھیڑا

تصور حضرت محمد اشرف صاحب مرید حضرت مجدد صاحبؒ عرض کرتے ہیں اے شیخ آپکا تصور اس حد تک غالب آچکا ہے کہ نماز میں بھی بندہ اسے مسجود جانتا ہے اگر فرضاً نفی بھی کروں تو نفی ہوتی نہیں فرمایا اے محبت کے نشان والے یہ دولت یعنی تصور طالبان حق کی آرزو ہے ہزاروں مریدوں میں سے

شاید ایک کو نصیب ہوتی ہے۔اس کیفیت والا مرید صاحب استطاعت ہوتا ہے اور امید ہے کہ ایسا مرید اپنے پیر کے تمام کمالات کو جذب کرلے تصور شیخ کی نفی کی ضرورت نہیں ہے تصور مسجود الیہ ہے یعنی اس کی طرف منہ کر کے سجدہ کرنا ہے یہ مسجود لہ نہیں یعنی اسے سجدہ نہ ہے۔تصور خوش نصیب لوگوں کو ملتا ہے اس پر شکرادا کرنا چاہیئے اور یہ تصور ہی تو ہے جس کی وجہ سے سلوک کی منزل طے ہوتی ہے اس بدنصیب کی طرح نہ ہونا جو تصور شیخ سے بے نیاز ہو جائے اور قبلہ توجہ کو اپنے شیخ سے منہ پھیرلے اور اپنے معاملہ کو تباہ برباد کرے۔بندہ عرض کرتا ہے کہ تصور پیش نظر بھی ہونا چاہیے اور دل میں بھی بسانا چاہئے کسی نے خوب کہا ہے کہ۔

دل کے آئینہ میں ہے صورت یار کی
ذرا گردن جھکائی تو دیکھ لی

<u>کلمہ شریف</u> یہ کلمہ لاالہ الاللہ محمد رسول اللہ حقیقت و شریعت کے بارے میں ہے۔اس کے ذکر سے انسان بشریت سے دور اور رب پاک کے قریب ہو جاتا ہے۔یہ کلمہ رب پاک کے غضب کو دور کرتا ہے انسان کے غصہ کو دور کرتا ہے۔یہ کلمہ شریف پورے جہاں کی بخشش کی گنجائش رکھتا ہے۔یہ ماسوا کی نفی کرتا ہے۔حضرت باوا صاحب ؒ فرماتے ہیں۔

اٹھ فریدا ستیا توں جھاڑو دیہہ مسیت
توں ستا رب جاگ دا تیری ڈاہڈے نال پریت

میرے شیخ میاں محمد یوسف صاحب ؒ گجراتی سے کسی نے پوچھا کہ مجھے

کلمہ پاک کے متعلق آگاہ فرمایئے آپ نے فرمایا کہ فلاں آدمی کو آتا ہے وہ آپ کو بتلا دے گا آپ اپنے حال کو چونکہ پوشیدہ رکھتے تھے جاننے کے باوجود اس وجہ سے یوں فرما دیا وہ آدمی اس زمیندار کے کھیتوں میں گیا اور سوال عرض کیا اس نے فرمایا ذرا ٹھہرو بتاتے ہیں۔ایک عورت اسکی روٹی لے کر آئی اس نے ایک پیالی پاؤں کے نیچے رکھی اور دوسری سر کے اوپر اور کہا لا الہ آپ درمیان میں سے غائب ہو گئے دونوں پیالیاں آپس میں مل گئیں اور ان میں سے شرشر کی آواز آ رہی تھی کچھ دیر کے بعد آواز آئی الا اللہ تو وہ آدمی دوبارہ نمودار ہوا جبکہ ایک پیالی پاؤں کے نیچے تھی اور دوسری سر کے اوپر فرمایا بھائی ہمیں تو ایسا کلمہ آتا ہے کسی نے خوب فرمایا ہے کہ۔

کلمہ پڑھنا فرض ہے. عمر اندر ایک بار یعنی ساری عمر میں کلمہ شریف پڑھنا آجائے تو بہتر ہے یعنی نفی وجود ماسوا ہو جائے تو کلمہ درست ہوا بصورت دیگر ادائیگی ہے اگر کسی سے انسان متعلق ہوا جسے اس طرح کلمہ آتا ہو تو وہ از رہ شفقت مرید کو بھی سکھا دے گا حضرت باہو صاحب نے خوب فرمایا ہے کہ۔

کلمہ مینوں مرشد پڑھایا بن پڑھیاں پیاں پڑھیوے ہو۔

میں نے ایک مرید کو دیکھا ہے جس کا دل پہلے روز ہی فضل خدا سے کلمہ پاک کا ذاکر ہوا اور ایک لڑکی نے مرید ہوتے ہی کہا کہ اب میرا دل استغفار پڑھ رہا ہے لطف خداوندی ہے جسے وہ جو چاہے عنایت فرمائے اور پھر اس پر دوام بخشے والحمد للہ رب العلمیں۔

کلمہ کے پہلے حصے کا تعلق کمالات ولایت سے اس میں دوئی ختم ہو جاتی ہے اس کو سیرالی للہ یعنی اللہ کی طرف سیر کا نام دیتے ہیں۔اس ولایت کو

ولایت صغریٰ بھی کہتے ہیں یہ سلوک کی انتہا ہے اس مقام میں انسان کے رذائل ختم ہو جاتے۔ یہ عالم امر کے پانچ لطائف قلب روح سر خفی اور اخفی کی سیر کا نام ہے۔ انسانی مراتب کی حد لطیفہ اخفی ہے اس سیر کو مکمل کر کے گویا ایک حد کو پھاندنا ہے کسی نے خوب کہا ہے کہ۔

حد ٹپے اولیا تے بے حد ٹپے پیر
حد بے حد جو ٹپے اس کا نام فقیر

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں سالک جب تک مقام نفی میں ہے تو یہ طریقت میں ہے جب نفی سے مکمل فارغ ہو گیا اور سب ماسوا اس کی نظر سے پوشیدہ ہو گیا جسے فنا قلبی یا کفر طریقت کہتے ہیں تو طریقت کو مکمل کر لیا اور مقام فناہ تک پہنچ گیا۔ نفی کے بعد اثبات میں آگیا تو جذبہ میں داخل ہو گیا مرتبہ حقیقت سے آگاہی پا کر بقا پالی یہاں ولی کا اسم اس پر صادق آتا ہے اور یہ صاحب ولایت ہے۔

جز لا الہ الا اللہ میں لا الہ نفی اور الا اللہ اثبات ہے لا الہ کا اثر نفس پر پڑتا ہے تو نفس امارگی سے رک جاتا ہے الا اللہ اثبات ہے ان الفاظ کی برکت سے ظاہر و باطن میں حیا کرتا ہے۔ اطمینان قبول کر لیتا ہے اور رسالت و الوہیت کے آگے سر تسلیم خم کر لیتا ہے۔

دوسرا حصہ محمد رسول اللہ ہے۔ یہ رسالت کا مثبت ہے اور شریعت کا حاصل کرنے والا ہے اور مکمل کرنے والا ہے اس میں نماز دین کا ستون ہے اور نماز مومن کی معراج ہے کا راز کھلتا ہے۔ یہ حصہ کمالات نبوت سے متعلق

ہے اور جامع ہے۔یہ حصہ پہلے حصے سے افضل ہے۔اس میں مرید تخلقو باخلاق اللہ ہو جاتا ہے۔اس کا تعلق عالم خلق یعنی عالم مثال یا جسم سے ہے اور عالم خلق عالم امر یعنی عالم لامکان سے افضل ہے کیونکہ عالم امر میں نوافل ہیں اور عالم خلق پر فرائض وسنت ہیں جو نوافل سے افضل ہیں (ii)عالم امر چونکہ عالم خلق میں واقع ہیں یہ اس لئے بھی عالم امر سے افضل ہے عالم خلق یعنی جسم ہوا تو عالم امر قرار پذیر ہوئے۔کمالات نبوت میں اطمینان قلب بھی ہے اطمنان نفس بھی ہے۔جبکہ کمالات ولایت میں صرف اطمینان قلب ہوتا ہے لاالہ الااللہ میں دوئی نہیں ہوتی اور محمد رسول اللہ میں دوئی ہے۔

۱۔ارکان سیر سیر کے کئی مدارج ہیں جیسے جذبہ وسلوک(i)سیرالی اللہ یہ اسم تک ہوتی ہے اور لاالہ الا اللہ کی سیر ہے اس کی طے کرنے کے بعد فنائے مطلق ہوتی ہے جس میں پوشیدگی نہیں ہوتی اس کے آخر میں ذاتی تجلی حاصل ہوتی ہے ذاتی تجلی عام کے لئے بجلی کی طرح ہے مگر ہمارے شیوخ کے لئے یہ دائمی ہوتی ہے۔اس سیر میں سالک کے تمام رذائل ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ ولایت صغریٰ ہے۔

۲۔سیرفی اللہ ذاتی تجلی پاکر سالک اس سیر میں قدم رکھتا ہے یہ سیر اسم میں سیر ہے یعنی عاشقؔ کی سیر معشوق میں یہ کمالات نبوت ہے یہاں تخلقو اخلاق اللہ ہونا ہے۔یہ اسماء صفات کی سیر ہے یہ ولایت کبریٰ ہے۔اس میں انبیاء کی ولایت میں قدم رکھنا ہے۔

۳۔سیر عن اللہ باللہ یہ سیر رجوع سے متعلقہ ہے اس میں بندہ ذات پاک

کی طرف رجوع ہوتا ہے۔

۴۔ سیر فی الاشیاء باللہ یہ سیر نزول کی سیر ہے اس میں رجوع الی اللہ بھی ہوتا ہے اس میں سالک کا منہ ہدایت دینے کی طرف موڑ دیا جاتا ہے تاکہ مخلوق خدا کو ہدایت دے۔ یہ سیر اشیاء کے علوم کے زوال کے بعد اشیاء کے علوم کا حصول ہے سیر فی اللہ میں بقا ہوتی ہے جو کچھ یوں ہے اور اس ذات باقی کے سوا کوئی چیز مشہود نہیں رہتی نہ دکھائی دیتی ہے اس مقام کو یادداشت مقام احسان وصل وصال بقا عرفان حضور حضوری اور آگہی کہتے ہیں جس میں کثرت میں وحدت کا شہود ایسے طریقہ پر ہوتا ہے کہ آئینہ بالکل پوشیدہ ہو جائے یعنی انسان جو رحمٰن کا آئینہ ہے بالکل گم ہو جائے اس کا طریقہ یوں ہے کہ۔

تو دروگم شو وصال ایں است وبس

(یعنی تو اپنی نسبت میں گم ہو جا وصال صرف یہی ہے)

مقام حیرت بھی یہی ہے۔ اس سے آگے حیرت کبریٰ ہے جو خاص الخاص کا مقام ہے جو آگے کی ترقی سے وابستہ ہے سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء باللہ کو شیوخ نے تکمیل وارشاد کی علامت قرار فرمایا ہے یعنی خلافت کی اہلیت۔ اور انسان سے ستر ہزار پردے عالم امر کی سیر میں ہٹتے ہیں۔ اس کے بعد مرید سیر فی اللہ میں داخل ہوتا ہے۔ چوتھی سیر سیر اول کے مقابل ہے اور تیسری سیر یہ دوم کے مقابل ہے۔

عرفان سب سے زیادہ عارف وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ پریشان اور حیران ہو۔ اس معرفت کو وصل عریانی کہتے ہیں اس میں پوشیدگی ہوتی ہے اور

فنائے اکمل ہوتی ہے اور صاحب وصل عریانی محمدی المشرب ہو گا یہ ولایت سب ولایتوں سے افضل ہے۔ نیز مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ کلی طور پر رجوع نہایت النہایت کی علامت ہے۔ فرماتے ہیں جب فکر تمام ہو جائے محض نیستی حاصل ہو جائے تو اس وقت اللہ تعالے کے سوا کچھ نہیں بچتا۔ سالک جب بالکل بشریت سے نکل جائے تو واصل باللہ ہوتا ہے اس ضمن میں بعض فرماتے ہیں کہ اے خدایا میں ایسا عدم چاہتا ہوں کہ جس کے بعد وجود نہ ہو یہ لوگ مقتولان محبت ہیں حدیث قدسی میں وارد ہے۔ من قتلته فانا دیته یعنی جس کو میں قتل کرتا ہوں تو اس کا خون بہا میں خود ہی ہوتا ہوں۔ حضرت بایزید بلسطامی نے فرمایا اے خدا میں تیرے بغیر اپنے وجود کا قیام نہیں چاہتا پھر فرمایا اے خدا میں تیرا قیام اپنے وجود کے بغیر چاہتا ہوں۔ تو جواب ملا شریعت چھوڑ (یعنی اس سے آگے نکل اور حد اعتدال سے نکل) (حد اعتدال تو تب لاگو ہے جب کوئی وجود رکھے) تاکہ تیری کوشش میرے نزدیک پسندیدہ ہو۔ شریعت مجازی اسلام ہے حقیقی اسلام ہے الا للہ الدین الخالص ہے حضرت ابو سعید ابو الخیر نے بو علی سینا سے پوچھا کہ مقصود کو پانے کی کیا دلیل ہے تو اس نے کہا مجازی اسلام سے نکل کر کفر طریقت پر آ کفر طریقت میں مشاہدہ کثرت بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے کفر طریقت کے بعد اسلام حقیقی کا مقام ہے جس میں دوئی سے نجات ملتی ہے حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ بو علی سینا نے سنی ہوئی بات کہہ دی ہے اس نے تو علمی بکھیڑوں میں عمر ضائع کر دی اسے تو مجازی اسلام سے بھی وافر حصہ نہیں ملا ہے۔ پس انسان کے لئے عمل کی بہت ضرورت ہے علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے ناری ہے
جو کرے اچھے عمل تو یہ جنتی جو بُرے کرے تو یہ دوزخی
جو میں ہوں نہیں تو بلا ٹلی نہ میں اِدھر کا ہوں نہ اُدھر کا ہوں

وجود سے نجات ملی تو بقا ملی بس یہی وصل عریانی ہے اور کسی کے طفیل ہی کامرانی ہے۔ بقا سے پہلے سالک کو غائب ہونے کا اتفاق نصیب ہوتا ہے جو مقام حیرت ہے پھر بقا کے بعد عارفین حق اپنے اندر ہی دیکھتے ہیں اور اپنے اندر ہی سنتے ہیں اور انکی حیرت اپنے وجود ہی میں ہوتی ہے۔ حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں وصل مطلق والا جس نے پوشیدگی نہ دیکھی ہو وہ ابھی راستہ ہی میں ہے اور بشریت کی طرف دوبارہ رجوع کر سکتا ہے (انسان کا غائب ہوجانا پوشیدگی ہے) جس نے پوشیدگی کے راز سے آگہی پالی وہ وصل عریانی والا سالک ہے یعنی جس نے بقا کا مزہ چکھ لیا وہ واپس بشریت کی طرف نہیں لوٹتا۔ وصل عریانی میں سب پردے دور ہو جاتے ہیں۔

جذبہ یہ فناوبقاہے یہ محبوبوں مرادوں کا حصہ ہے عام کا حصہ نہ ہے نقشبندی شیوخ مرید کو پہلے ہی دن جذبہ عنایت فرماتے ہیں اس کی بدولت سلوک منازل باآسانی طے ہوجاتی ہیں ہمارے سلسلے میں پہلے عالم امر کی تربیت ہے عالم خلق یعنی نفس و جسم کی تربیت طفیلی طور پر ہی ہو جاتی ہے وقت کا ضیاع نہیں ہوتا کہ یہ تربیت الگ کرنی پڑے۔ نقشبندی شیوخ مرید کو ابتداہی میں نہایت کی دولت کی چاشنی کا نمک عطا کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی

نہایت ان کی ابتدا میں درج ہے ایسا نہیں ہے کہ ہمارے مبتدی دوسرے سلسلوں کے منتہی کے برابر ہیں۔ دوسرے سلاسل کے بزرگوں کو بھی ذاتی تجلی دائمی طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔

تجلی کی اقسام (۱) تجلی فعل (۲) تجلی صفت (۳) تجلی ذاتی

تجلی فعل یہ ہے کہ سالک پر حق تعالیٰ کا فعل اس طرح ظاہر ہو کہ سالک بندوں کے افعال کو اس فعل کے ظلال دیکھے اور ان افعال کی اصل معلوم کرے اس تجلی کا کمال یہ ہے کہ ظلال اس کی نظر سے پوشیدہ ہو کر اپنے اصل کے ساتھ مل جائیں۔

تجلی صفت تجلی صفت سے یہ مراد ہے کہ سالک بندہ کی صفات کو حق تعالیٰ کی قدرت جانے۔ ان کا قیام ان کے اصول کے ساتھ معلوم کرے اور اس کی قدرت کو حق تعالیٰ کی قدرت جانے۔

تجلی ذات حق تعالیٰ کو حق تعالیٰ کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں۔ ذاتی تجلی بجلی کی طرح نہ ہے جو چھپ جائے۔ یہ ذاتی شھود یعنی ظہور ہے۔ ذاتی تجلی اس عارف کے لئے ہے جو فنا کے آگے گزر چکا ہوا جو تجلی بجلی کی طرح ہے وہ ذاتی تجلی نہ ہے بلکہ کسی شان کی تجلی ہے۔

اسلام حقیقی یہاں نفس مطمئن ہو جاتا ہے اور مقام رضا پر ترقی پاتا ہے۔ ولایت کبریٰ یعنی ولایت انبیاء اس میں کمالات نبوت ہیں اس مقام میں اسم ظاہر کی سیر ہے اس کے بعد اسم باطن کی سیر ہے۔ یہ دونوں سیریں سالک

کیلئے دو بازو ہیں۔ مقام رضا کے بعد کسی کا قدم نہیں مگر نبی پاک ؐ کا جیسے کہ
آپ ؐ نے فرمایا کہ لی مع اللہ وقت آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ پاک کے
ساتھ ایک خاص وقت نصیب ہوتا ہے کہ اس وقت میرے ساتھ کوئی مقرب
فرشتہ اور کوئی نبی مرسل گنجائش نہیں رکھتا۔ اور یہ وقت معراج ہے نماز ہے
جہاں دوسرے کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے۔ ایک اور حدیث قدسی میں آپ
نے اسی خصوصیت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں رب پاک ؐ نے فرمایا۔ اے محمد
میں اور تو جو کچھ تیرے سوا ہے میں نے تیرے لئے پیدا کیا ہے تو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے عرض کی اے اللہ تو ہی ہے میں نہیں ہوں اور جو کچھ تیرے سوا
ہے میں نے سب تیرے لئے چھوڑ دیا ہے۔

حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ جو تلوینات (تغیر مقام) کی خبر رکھتے
ہیں لیکن احوال کا تعین اور تشخیص نہیں کر سکتے تاہم وہ لوگ پیر بننے کے قابل
ہیں تشخیص احوال ہر سالک کا کام نہیں یہ دولت زمانہ دراز کے بعد ظاہر ہوتی
ہے کسی ایک کو اس سے سرفراز فرماتے ہیں اور دوسروں کو اس کا طفیلی
بنا دیتے ہیں حضرت غلام علی شاہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی
نے مرزا مظہر جان جاناں سے یہ بیان کر دیا کہ وہ ذوق شوق اور کشف و
کرامت کا طالب ہے انھوں نے یہ سن کر فرمایا کہ جو شخص کشف و کرامت کا
طالب ہے وہ ہماری خانقاہ سے باہر جائے اور ہمارے پاس نہ آئے جب یہ خبر
مجھے پہنچی تو میں نے حاضر ہو کر عرض کی حضور آپ نے میری بابت یہ فرمایا ہے
جواب ملاہاں میں نے عرض کیا پھر آپ کی کیا مرضی ہے فرمایا یہاں بے نمک پتھر
چاٹنے کو ملے گا اگر یہ بے مزگی منظور ہے تو رہو میں نے کہا مجھے منظور ہے کسی

نے خوب ہی تو کہا ہے کہ۔

ما برائے استقامت آمدہ ایم
نئے پئے کشف و کرامت آمدہ ایم

ترجمہ: ہم استقامت کے لئے ہیں نہ کہ کشف و کرامت کے لئے ہیں ایک اور بزرگ فرماتے ہیں عوالم غیب کا کشف شرط طریقہ نہیں بلکہ رجوع الی اللہ یا وقوف قلبی اصل بات ہے اولیا تین قسم کے ہوتے ہیں۔(۱)ارباب کشف (۲)ارباب ادراک (۳)ارباب جہل

دید احوال ایک دفعہ ایک شیخ نے اپنے مرید کو توجہ دی تو اس نے کہا کہ میں نے فلاں فلاں احوال دیکھے تو اس شیخ نے حضرت مجدد صاحب سے عرض کیا جناب میرے مرید نے فلاں کچھ دیکھا جس کی مجھے خبر تک نہیں ہے فرمایا وہ تمہارے احوال کا عکس ہیں جو تمہارے مرید نے دیکھے ہیں کوئی غم نہیں جو تم احوال کا علم نہیں رکھتے تم نے وہ احوال اپنے مرید کے واسطہ سے دیکھ لئے ہیں نیز فرمایا احوال کا علم بعض کو دیتے ہیں اور بعض کو نہیں لیکن دونوں صاحب ولایت اور قرب میں برابر ہوتے ہیں پھر یہ حدیث ذکر فرمائی منا من علم و منا من جهل یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو (احوال) جانتا ہے ہم میں سے ہے اور جو نہیں جانتا ہم میں سے ہے۔ مجدد صاحب نے فرمایا امید ہے احوال کا علم وسیلہ سے مل جائے گا۔

نقل ہے ایک مرتبہ تین طالب علم حضرت مولانا خواجگی ایکنگی کے پاس روانہ ہوئے اور ہر ایک کے دل میں الگ الگ سوال تھا کہ اگر حضرت

صاحب نے فلاں طعام مجھ کو کھلایا تب میں ان کو صاحب کرامت مانوں گا دوسرے نے کہا مجھ کو فلاں پھل کھلایا میں انھیں صاحب کرامت مانوں گا تیسرے نے کہا فلاں پسر خوبصورت اگر میرے پاس آجائے تو میں انھیں صاحب کرامت جان لوں گا۔ جب یہ تینوں پاس جاکر بیٹھے تو آپ نے پہلے دو کے سوالات پورے کردیئے تیسرے سے فرمایا کہ درویشوں کے جو حالات اور کمالات ہوتے ہیں وہ شریعت کی اتباع سے حاصل ہوتے ہیں امر خلاف شریعت سرزد نہیں ہوتے پھر سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس امر مباح کے واسطے بھی نہ آنا چاہیے کیونکہ ان کے احوال مختلف ہوتے ہیں اکثر اولیاء ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتے ایسی حالت میں آنے والے کے واسطے خطرہ ہوتا ہے اور ان لوگوں سے محرومی ہوتی ہے۔ فرمایا کرامت کا اتنا اعتبار نہیں ان اولیاء کے پاس صرف خدا کے لئے آؤ تاکہ ان کے باطن سے حصہ ملے۔

حضرت داتا صاحبؒ کے پاس ایک آدمی اس لئے حاضر ہوا کہ کوئی ان کی کرامت دیکھے کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ چلنے لگا تو آپ نے فرمایا بھائی کس لئے آئے تھے پہلے تو وہ کچھ ہچکچایا آخر کہنے لگا میں آپ کی کوئی کرامت دیکھنے کی غرض سے آیا تھا فرمایا آپ نے میرا کوئی فعل خلافت شریعت دیکھا ہے اس نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا بھائی اس سے بڑی آپ کونسی کرامت دیکھنا چاہتے ہیں۔

فائدہ ولی کامل کی محفل میں آنے سے پہلے اپنے دل کا مطالعہ کرنا چاہیے اگر

دوران محفل دل میں ذوق الٰہی فزوں تر ہو اور دل دنیا کی طرف سے سرد ہو جائے تو ایسے ولی کی محفل کو فرض سمجھنا چاہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم کی محفل میں بیٹھا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے اور مولانا روم نے تو یہاں تک فرمادیا ہے کہ

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا
او نشیند در حضور اولیا

یعنی جو آدمی چاہتا ہے کہ وہ خدا کے ساتھ بیٹھے وہ اولیاء کی حضوری میں بیٹھے بات بالکل سچ ہے۔ جو انسان ولی اللہ کی صحبت میں بیٹھے گا اسے ولی اللہ کا رنگ چڑھے گا جو رنگ رسولؐ ہے رنگ خدا ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں یوں ہے۔ صبعه الله ہم نے اختیار کیا رب پاک کا رنگ من احسن من الله صبغه اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ افضل ہے۔

ایک دفعہ مولوی روم صاحبؒ کے پاس حضرت شاہ شمسؒ تشریف لائے مولوی صاحب حوض کے پاس اپنی کتب کا دفتر لئے بیٹھے تھے درویش نے پوچھا مولوی صاحب یہ کیا ہے انھوں نے کہا یہ قیل و قال آپ کی سمجھ سے بالاتر ہے آپ نے کتابیں اٹھائیں اور پانی بھرے حوض میں پھینک دیں کتابیں دستی لکھی ہوئیں تھیں مولوی صاحب گھبرائے حضرت صاحب آپ نے یہ کیا کر دیا۔ آپ نے حوض میں ہاتھ ڈالا کتابیں باہر نکال دیں جو خشک تھیں۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو حضرت صاحب نے فرمایا یہ قیل و قال تمہاری سمجھ سے بالاتر ہے تو مولوی صاحب نے عرض کیا کہ مجھے مرید فرمایئے تو شاہ شمسؒ نے انکار فرمایا مولوی صاحب کے زیادہ اصرار پر فرمایا

کہ جاؤ شراب لاؤ مولوی صاحب شراب کی بوتل رومال میں لپٹ کر لائے فرمایا مولوی صاحب ایسے نہیں ڈانگ سے باندھ کر لاؤ آپ کو شوق بیعت تھا گئے اور شراب کی بوتل ڈانگ سے باندھ کر لائے لوگوں نے مولوی صاحب کے پاس جب شراب کی بوتل دیکھی تو پوچھا یہ کیا معاملہ ہے عرض کیا شاہ شمس کی ہے تو حلال ہے ورنہ حرام۔ آپ بوتل مولوی صاحب کے لے پاس گئے آپ نے کونسا پینا تھی صرف مولوی صاحب کی مولویت یا بڑا عالم ہونے کا بھرم نکالنا تھا خودی کا بھانڈا پھوڑنا تھا بس انھوں نے مرید کیا رنگ دیا بات سمجھائی تو مولوی روم صاحب پھر یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد
ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
گر غلام شمس تبریزے نہ شد

یعنی کوئی چیز خود بخود چیز نہیں بنتی ہر لوہا خود بخود تلوار نہیں بنتا مولوی صاحب مولائے روم نہ بنتے اگر حضرت شاہ شمس کی غلامی اختیار نہ کرتے۔ اس مقام پر کسی دوسرے نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

آہن چوں بپارس آشنا شد
فی الفور صورت طلا شد

ترجمہ: لوہا پارس پتھر سے آشنائی حاصل کرلیناوہ فی الفور یعنی جلدی سونا بن جاتا ہے انسان کو عقل کے پیچھے نہ لگنا چاہیے عقل خبر رکھتی ہے مگر دل کے پاس تصدیق ہوتی اور ایمان تصدیق بالقلب ہوتا ہے دل بیمار ہو جائے تو

علاج دل کے طبیب یعنی ولی اللہ سے کروانا خوش نصیبی کی علامت ہے علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ بھی نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ بھی نہیں

بیماری دل کیا ہے محبت کا فقدان محبت ملی یہ بڑھی عشق ٹھہری اور جناب عشق

عشق را بالاتے کفر و دیں دیدم
برتر از شک و یقین دیدم
کفر و دین یقین وشک ہرچار
ہمہ باعقل ہم نشیں دیدم
چوں گزشتم از عقل صد عالم
چوں بگوئم کفر و دیں دیدم
ہرچہ ہستند راہ تواند
سد سکندری ہمیں دیدم

ترجمہ: میں نے عشق کو کفراور دیں سے بالاتر دیکھا اسے یقین وشک سے کہیں اوپر دیکھا کفر و دین یقین اور شک ان چاروں کو میں نے عقل کے ساتھ ہم نشین دیکھا جب میں سو جہانوں میں مصروف رہنے والے عقل سے دور ہوا تو پھر میں کیسے کہوں کہ میں نے کفراور دین کو دیکھا یہ سب (اے خدا) تیرے راہ کی رکاوٹیں ہیں تیرے اور میرے درمیاں ایک حائل دیوار میں نے انہیں پایا پس:۔

جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

جہاں عشق ہے وہاں سب کچھ جاتا رہا جل گیا اور خدا پاک باقی رہ گیا یعنی دیدار خدا کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا حضرت باہو صاحب اس مقام پر یوں رقمطراز ہیں۔

غوث قطب تے ارے اریرے

عاشق جان اگیرے ھو

نیز حضرت داتا صاحب فرماتے ہیں جب عقل نے دلوں کو منزل مقصود پر پہنچے دیکھا تو اس نے بھی اپنا تصرف شروع کیا مگر معرفت کے حصول سے عاجز آ گئی جب عاجز آ گئی تو حیران رہ گئی جب حیران رہ گئی تو معزول ہوئی جب معزول ہوی تو رب پاک نے عقل کے اندر اطاعت کا لباس پہن لیا اور کہا اے عقل جب تک تو اپنی خودی میں رہی تو اپنے تصرفات کی وجہ سے حجاب یعنی پردے میں رہی تو نے خودی چھوڑی تو باقی رہ گئی تو تیری رسائی ہو گئی پس دل کے حصے میں قرب آیا یعنی قرب حق عقل کے حصے میں خدمت آئی باقی رہی معرفت وہ تو خود معرفت ہے جس کو حق الیقین کہتے ہیں۔

تجلی صوری:۔ یہ ہے جس میں اپنے آپ کو حق پاتے ہیں اور اپنے آپ سے حق کو دیکھتے ہیں جو ناممکن ہے۔

حق الیقیں:۔ اس میں اپنے سِرؒ کو حق پاتے ہیں اور حق کو حق سے دیکھتے ہیں۔ یہ درست ہے جیسے کہ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ فبی عرفونی پس مجھ کو مجھ سے پہچانا۔

طریق شناخت:۔ اس ضمن میں حضرت شیخ الاسلام ہرویؒ فرماتے ہیں
اے خدا تو نے اپنے دوستوں کو کیا کردیا ہے جس نے انہیں پہچانا اس نے رب
پاک کو پہچان لیا اور جب تک تجھے نہ شناخت کیا ان کو شناخت نہ کرسکا بندہ
جب اپنی صفات سے فانی ہو جائے تو پوری کی پوری بقا حاصل کرلیتا ہے۔

راہ طریقت پر چلنے والوں کے مختلف مقامات ہوتے ہیں جیسے قطب
ابدال اوتاد اور قطب مدار وغیرہ حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں بعض
کو اپنے قطب مدار ہونے کا علم ہوتا ہے اور بعض کو نہیں ہوتا۔ مگر قطب
ابدال اوتاد کے مرتبہ والے اپنے عہدہ سے باخبر ہوتے ہیں اگر قطب دوراں
انتقال کرجائے تو چونکہ زمانے میں چار سو قطب موجود ہمہ وقت ہوتے ہیں
کام باطنی طور پر چلتا رہتا ہے اگر قطب علاقہ فوت ہو جائے تو دوسرے قطب کو
اس کی جگہ مقرر کردیتے ہیں۔ قطب مداد کا سر حضرت علیؓ کے قدم پاک کے
نیچے ہوتا ہے اور حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور حضرت مائی فاطمہؓ
بھی اس مقام میں حضرت علیؓ کے ساتھ شریک کار ہیں یعنی یہ حضرات قطب
وقت کی مدد فرماتے ہیں اور غوث وقت جیسے داتا صاحب شاہ بہاول حق ملتان
یہ لوگ بھی قطب مدار کی امداد ابدالوں کے مقرر کرنے میں فرماتے ہیں۔

اگر کوئی شخص خواب میں اپنے آپ کو بادشاہ یا قطب دیکھے تو ایسا نہیں
ہے کہ وہ قطب ہے یا بادشاہ ہے صرف وہ اس عہدہ کی اہلیت رکھتا ہے۔

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ قطب و ابدال حضرت
اسرافیل کے قدم پر ہوتے ہیں نہ کہ حضرت محمدؐ کے قدم مبارک کے نیچے۔
فرماتے ہیں قطب محمدی المشرب ہوتا ہے اس کے لئے تجلی ذات ہوتی ہے۔

فرد کا مقام بلند ہوتا ہے۔

ہر لطیفہ مکمل کرنے سے انسان سے دس ہزار پردے دور ہوتے ہیں عالم امر کے پنجگانہ لطائف مکمل کرنے سے ستر ہزار پردے دور ہوتے ہیں۔

حضرت جناب مرشدی میاں بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ انبیاء کا ایمان مقبول فرشتوں کا معصوم اور اولیاء کا محفوظ ہوتا ہے۔

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ اپنے مرید کو ولایت موسوی سے ولایت محمدی جو سب ولایتوں سے افضل ہے میں لا سکتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ مرید ہر فتوح و کشائش کو اپنے پیر ہی کی طرف سے جانے اور یہ عقیدہ پختہ رکھے ان کا فرمان ہے کہ جب پیر کمالات و فیوض کا جامع ہے تو پیر کا خاص فیض استعداد یعنی لیاقت کے مطابق شیوخ میں سے ایک شیخ کے مناسب افاضہ کی صورت میں ظاہر ہوا اور مرید تک پہنچا تو مرید نے اسے خیال کیا کہ فلاں نے اسے فیض دیا ایسا نہیں ہے مرید کے اپنے پیر صاحب کا ہی کوئی لطیفہ دوسرے شیخ کی صورت بن گیا اور فیض عطا کیا یہ عظیم غلطی نہ لگے اللہ پاک محفوظ فرمائیں یہ صرف ایک آزمائش ہے فیض اپنے ہی شیخ کا ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لیں۔

جسم مرید اگر مع اللہ یعنی اللہ کے ساتھ یعنی حالت جمع میں ہے کہ دل ذوق و شوق سے دوام رجوع الی اللہ ہے تو غنیمت ہے اگر اس کے ساتھ نفس مطمئنہ بھی شامل ہو جائے تو مرید واصل باللہ ہے یہ علامت وصل و وصال ہے۔

فنا:۔ میری خواہشات کے گم ہونے سے میری فنا فنا ہو گئی تمام معاملات میں اب میری خواہش آپ کی محبت ہے۔ میری مکمل فنا میں میری فنا کا فناہ ہونا ہے اور میں نے تجھے فناہ ہو کر پایا خود کا موجود نہ ہونا مقام حیرت ہے اور حیرت کے ساتھ دیدار خداوندی ہے۔

جتنا سالک کا وجود باقی رہے گا اتنا ہی محبوب بھی پردے میں رہے گا وجود غائب ہوا ظاہر وہ ہوا۔

یہ سب کمالات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وسلم اور شیخ محترم کے طفیل ہیں پوری کائنات میں ذاتی تجلی یعنی خدا کے ساتھ خدا پاک کو دیکھنا حضورؐ کو ہی میسر ہے۔ تمام انبیاء حصول تجلی ذات میں آپ کے طفیلی ہیں آپ کی امت کے اولیاء بھی آپ کے طفیلی ہیں۔ رب پاک نے اپنے محبوب کو اپنے آپ سے جدا کسی مقام پر نہیں رکھا ہے۔ غور فرمائیے وہ ذات کریم رب العالمین ہے تو حضور رحمتہ اللعلمین ہیں۔ اللہ پاک کے نام کے چار حروف ہیں تو حضرت محمدؐ کے نام کے بھی چار حروف ہیں اللہ کے نام نامی کے تیسرے حرف پر شد ہے تو اسم محمدؐ کے بھی تیسرے حرف پر شد ہے اسم اللہ کے چاروں حروف بے نقطہ ہیں اور اسم حضرت محمدؐ کے حروف بھی بے نقطہ ہیں۔ لا الہ الا اللہ کے بارہ حروف ہیں اور محمد رسول اللہ کے بھی بارہ حرف ہیں اللہ پاک کریم تو حضورؐ بھی کریم اللہ پاک ہادی تو حضور بھی ہادی، اللہ پاک نور تو حضور بھی نور اللہ پاک رؤف رحیم تو حضورؐ بھی رؤف رحیم کائنات اگر اللہ پاک کی ہے تو آپ مقصود کائنات وتعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر ہر بھلائی اللہ کے ہاتھ میں ہے تو آپؐ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ جیسے

ولکن الله رمی اللہ پاک کی شان ہے الله ولی الذین امنویخر جهم من الظلمت الی النور اور مقام حضور ہے رسول یتلو علیکم ایت مبینت لیخرج الذین امنو و عملو الصلحت من الظلمت الی النور شان رب پاک ہے نحن اقرب الیه من حبل الورید اور شان حضور ہے النبی اولی بالمومنین من انفسهم آپ خدا کے نور سے تخلیق فرمائے گئے اور ہر چیز آپ کے نور قدس سے تخلیق فرمائی گئی حضرت جناب شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

بہترین و مہترین انبیاء　　　جز محمد نیست درارض و سما

اللہ پاک حمید ہے تو حضورؐ محمدؐ ہیں جس کے ثبوت کے طور پر آپ ملاحظہ فرمائیے ایک فارمولا جو اس پہ دلیل ہے آپ دنیا کی کسی چیز کا نام لیں اور حروف ابجد کے حساب سے ان کا حساب نکالیں یعنی اعداد نکالیں اس کو چار گناہ کرکے حاصل جمع میں دو ملائیں پھر حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیں اس مجموعہ کو بیس پر تقسیم کریں جو جواب باقی بچے اس کو 9 سے ضرب دیں پھر دو جمع کریں تو عدد 92 حاصل ہو گا جو کہ حضور اکرمؐ کی ذاتی نام محمد کے حروف ابجد کے حساب سے اعداد کا درست مجموعہ ہے۔ حساب خود کر کے دیکھ لیں۔ پس آپ بزرگ ترین شان کے مالک ہیں یعنی صاحب معراج ہیں۔

پس آپ کو محبوب خدا ہمارے محبوب بے مثال شان کے مالک صاحب جمال صاحب معراج سے محبت تمام فرماتے ہوئے قرب الہی حاصل کرنا چاہئے قرب وہ مقام ہے جہاں نفس دل کے مقام پر آجاتا ہے دل روح کے مقام پر آجائے اور قرب الہی کی صفت سی مکمل طور پر موصوف ہو جائے یہ بقا و معرفت ہے

جس کو وصل عریانی کہتے ہیں اور یہ حقیقت محمدی ہے اس کی سوا کوئی اور معرفت نہیں ہے اور یہ مقام بذریعہ شیخ محترم میسر ہوتا ہے۔وصل عریانی میں سب حجابات ہٹ جاتے ہیں۔

صفات حق اللہ جل سلطانہ کی خارج میں آٹھ صفات ہیں ان میں سے پہلی صفت حیات ہے دوسری علم تیسری قدرت چوتھی ارادہ پانچویں فعل چھٹی سمع ساتویں بصر آٹھویں کلام۔

ان صفات کو صفات حقیقہ کہتے ہیں۔ حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں کمالات ولایت پاک درخت کی طرح ہیں اور کمالات نبوت پھل کی طرح اسی طرح دوسری حقیقتیں ہیں۔ مثلاً

۱۔ حقیقت قرآن پاک یہ قرآن پاک سے لطف اندوز ہونا ہے صفت کلام ذاتی صفت ہی ہے۔

۲۔ حقیقت روزہ امرالہی کے ماننے کی لذت سے روشناس ہونا ہے اور روزہ کی حقیقت اسے پانا ہے۔

۳۔ حقیقت نماز یہ لذّت دیدار حق ہے یعنی دیدار سے شناسائی حاصل ہے۔

۴۔ حقیقت کعبہ عارف متوجہ مخلوق ہوتا ہے سب اسی کی طرف دیکھنا پسند کرتے ہیں سب اسی سے ملنا اور اس کے ساتھ بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ حقیقت کعبہ اس یعنی ذات پاک تجلیات بھی ہیں عارف کا دل بھی تجلیات کا

مرکز ہے بلکہ عرش الہی ہے جبکہ کعبہ ذات پاک کا گھر ہے۔ حقیقت کعبہ اس کے حسن کی جائے جلوہ ہے اور یہ وہ نور ہے جو سب کا مسجود ہے۔ حقیقت قرآن میں اسرار کھلنا ہے جہاں توحید ہوتی ہے وہاں اسرار کھلتے ہیں۔

۵۔ حقیقت ابراہیمی اس میں سالک مخلوق سے توجہ ہٹالیتا ہے اور صرف رب پاک کی طرف منہ کرلیتا ہے دوسری طرف یعنی غیر کی طرف منہ نہیں کرتا حقیقت ابراہیمی مقام محبت ہے۔اور رہاں محبت وہ خود ہی ہے۔

٦۔ حقیقت موسوی اس میں رب پاک کے ساتھ ذوق وشوق اور محبت تمام رب پاک کے ساتھ ہوتی ہے دید الٰہی کا ذوق دل میں انگڑائیاں لیتا ہے۔

٧۔ حقیقت محمدی اس میں قرب حق جو سب سے افضل ہے ہوتا ہے لا احصی ثناء علیک اورانت کماشنت علے نفسک اس حال کی شان ہے یعنی میں آپکی حمد کا احاطہ نہیں کر سکتا اور تو وہی ہے جس نے اپنی ثناء آپ کی حقیقت محمدی محبوبیت ہے اس سے آگے کوئی اور مقام نہ ہے۔

٨۔ حقیقت احمدی یہ قیام محبوبیت ذاتی صرفہ کا مقام ہے اور حقیقت محمدی سے ایک مرحلہ آگے ہے۔یہ جمال ہے اور سراسر کمال ہے اور بہ کرم ذوالجلال ہے۔

٩۔ حقیقت معبودیت صرفہ اس مقام میں امتیاز جاتا رہتا ہے وہ جو اپنی نمازوں سے بے خبرہیں اس پر دلیل ہے اور الا اللہ الدین الخالص اس پر ثبوت ہے۔

۱۰۔ دائرہ لاتعین یہ مقام حضوری کا مقام ہے اور اس سے مراد ذات بحت ہے جو مقام لاہوت ہے احدیت ہے سِرّ ہے جہاں ذات پاک کے سوا کوئی چیز موجود نہ ہے قدم کو یہاں دم مارنے کی ہمت نہیں یہ سِرّ نظری ہے سِرّ قدمی نہیں ہے سِرّ حدیث لولاک لما خلقت الافلاک اس سے دریافت ہوتا ہے۔

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ حصول ولایت کے لئے دنیا و آخرت سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں جسے قطعہ غلائق کہتے ہیں آخرت کے ساتھ گرفتاری کو دنیا کے ساتھ گرفتاری کی طرح خیال کرنا پڑتا ہے۔ حضرت داؤد طائی فرماتے ہیں سلامتی چاہتے ہو تو دنیا سے الگ ہو جاؤ اور بزرگی چاہتے ہو تو آخرت سے ناامید ہو جاؤ یعنی صرف ذات حق کے طالب رہو۔

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں اس طریق اور دوسرے طریقوں میں سے نہایت کے واصل بہت ہی تھوڑے ہیں اگر ان کی تعداد ظاہر کریں تو نزدیک والے لوگ دوری اختیار کریں دور والے لوگوں سے تو کچھ تعجب نہیں یہ فضل حق اللہ تعالیٰ اور اس کے ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف و کرم کے سبب ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیوسفیہ میں اول ذوق خوشی حاصل ہوتی ہے اور بعد میں یاس و حرمان فرماتے پہلے حالت وجد و سماع کی طرح تھی جس میں جسم کو دخل حاصل تھا بعد میں جو حالت حاصل ہوتی ہے اس میں جسم کو دخل نہیں ہوتا اس کا زیادہ تعلق دل اور روح کے ساتھ ہوتا ہے دوسری حالت پہلی حالت سے بدرجہا افضل ہے فرماتے ہیں ذوق و خوشی کا دور ہونا اس کے

پانے سے برتر ہے۔ کیونکہ حلاوت (لذت) ووجدان مقصود سے دوری کی وجہ سے ہوتا ہے اور بے لذتی اداسی اور حیرانگی مقصود سے نزدیکی کی نشانی ہے جس قدر جہالت اور حیرت میں ترقی ہوگی اسی قدر تو اس کے قریب ہو گا اس لئے اس مقام میں عجز و جہل کے سوا چارہ نہ ہے جہل کو معرفت اور عجز کو ادراک کہتے ہیں اور ادراک وہ ہے جسے ہم محسوس کر سکیں۔

نفس مطمئنہ جاننا چاہیے کہ نفس مطمئنہ شرح صدر حاصل ہونے کے بعد ہے جو ولایت کبریٰ انبیاء کی ولایت یا عالم خلق کی سیر کے لوازم سے ہے۔ نفس اپنے مقام سے عروج فرما کر تخت صدر پر چڑھ جاتا ہے اور وہاں تمکین (قرار) و سلطنت حاصل کرلیتا ہے اور نفس ممالک قرب یعنی عالم امر کے لطائف پر غلبہ حاصل کرلیتا ہے اس کی نظر غیب الغیب میں سرائیت کرجاتی ہے ہاں جو شخص اونچے مکان پر چڑھ جائے اس کی نظر بھی دور تک اثر کرجاتی ہے۔ اس مقام پر عقل اس کے ساتھ مل جاتی تو پھر نفس اور عقل مل کر تمام امور کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

تصور اور ذکر الٰہی جو شخص اپنے شیخ کی طرف متوجہ ہے اور اس کے ساتھ اخلاص بھی رکھتا ہے یا یہ کہ وہ بزرگ مرید کے حال کی طرف متوجہ ہے اور توجہ کے وقت مرید کے دل میں ایک سوراخ سا ہو جاتا ہے۔ یعنی دل کھل جاتا ہے اس راہ سے توجہ و اخلاص کے موافق اس دریائے لطف سے سراب ہوتا رہتا ہے ایسے ہی وہ شخص جو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے اور شیخ کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہے انکار سے نہیں بلکہ اسے پہچانتا نہیں ہے اس کو بھی ذکر

کی برکت کا فائدہ ہو جائے گا لیکن وہ شخص جو اپنے شیخ کا منکر ہے یا پیر اس مرید سے ناراض ہے اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مصروف ہے لیکن وہ ہدایت و حقیقت سے محروم ہے۔ مرید کا انکار فیض بند کر دینے کا سبب ہے۔ فرماتے ہیں جو لوگ شیخ سے (مجھ سے) محبت رکھتے ہیں اگرچہ توجہ اور ذکر سے خالی ہے لیکن محبت ہی کی وجہ سے ہدایت کا نور ان تک پہنچ جائے گا۔ فرماتے ہیں کہ راہ سلوک کی شرائط میں سے کسی شرط کے تحت شیخ کی موجودگی میں مرید کو ذکر کی حاجت نہیں ہے اگر دوری کی صورت میں مرید سے ذکر میں کوئی کوتاہی ہوئی تو شیخ مکرم اس کی کمی کو نظر سے پورا فرمادیں گے۔

روح اسے اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے کیف پیدا فرمایا ہے اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح کو جو حضرت آدم علیہ السلام کا خلاصہ ہے بے مثل و بے کیف پیدا فرمایا ہے تو جس طرح حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ لامکان ہے روح بھی لامکان چیز ہے۔ روح کو بدن کے ساتھ وہی نسبت حاصل ہے جو رب پاک کو عالم کے ساتھ ہے بدن کے ہر ذرے کی منتظم روح ہے۔ جسطرح اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا قیوم و مدبر ہے اسطرح بدن کیلئے اللہ تعالیٰ کی قیومیت اور تدبیر روح کی قیومیت کے واسطہ سے ہے۔ رب پاک سے فیض جو بھی وارد ہوتا ہے اس فیض کا محل روح ہے پھر روح کے واسطہ یہ فیض بدن کو پہنچتا ہے جبکہ روح کو بے چونی بے چگونی (بے مثل و بے کیف) حالت پر پیدا کیا گیا ہے تو لامحالہ بے چوں و بے چگوں کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) اسمیں گنجائش ہے۔

روح کی جو نسبت بدن سے متعلق ہونے سے قبل ذات حق سے تھی

بدن سے متعلق ہونے کے بعد وہ نہ رہی جسے بحال کرنے کیلئے شیوخ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ایجاد فرمایا تاکہ اسکی نسبت ذات پاک کے ساتھ بحال کی جاسکے۔ روح بدن سے متعلق ہو تو توجہ قلبی موجود رہتی ہے جو نفس اور روح دونوں کی جامع ہے اسمیں شک نہیں کہ توجہ روحی توجہ قلبی میں سمجھی جاتی ہے۔ لیکن وہ روحی توجہ جو منتہی حضرات کو نصیب ہوتی ہے روح کو فنا اور حقانی وجود کے ساتھ بقاحاصل کرنیکے بعد ہوتی ہے جسے بقایا بقاللہ کہتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام ہروی فرماتے ہیں جو مجھے ایک گھڑی کیلئے غافل کردے امید ہے اس کی گناہوں کو بخش دیں گے۔ یہ لوگ ہمیشہ وجود کے بوجھ کے نیچے دبے رہتے ہیں ایک لمحہ بھی آرام نہیں پاتے۔ آرام غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہمیشہ کی نیستی کی صورت میں غفلت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

حمد حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں کسی حمد کرنے والے کی حمد اس کی ذات قدس کی جانب تک نہیں پہنچتی بلکہ تمام حمد کی نہایت اس کی عزت کے پردوں کے نیچے ہی رہ جاتی ہے۔ تو وہ خود ہی اپنی ذات کی حمد و ثنا کر سکتا ہے اور اپنی ذات کی حمد اپنی ذات ہی سے کر سکتا ہے پس وہ حق سبحانہ خود ہی حمد کرنے والا ہے اور خود ہی حمد کیا گیا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تسبیح کروں نہ نام جپوں منہ سے کہوں نہ رام
رام ہمارا خود کو جاپے اور ہم کریں آرام

اس کا ماسوا حمد کرنے سے قاصر ہے۔ قاصر ہو بھی کیوں نہ جب کہ عظیم المرتبت ہستی جناب محمدؐ نے خود فرمایا کہ لااحصی ثناء علیک یعنی

اے خدایا میں آپ کی حمد کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ پس وہ خود ہی حامد و محمود ہے۔ دراصل مکمل فنائیت کے بعد بقا میں داخل ہونا اس کی صحیح حمد ہے جس کا قاعدہ یوں ہے کہ۔

ہیچ کس تانگر دد او فناہ
نیست راہ دربار گاہ کبریا

یعنی جب تک جو انسان فناہ نہیں ہو جاتا اسے بارگاہ کے اندر داخل ہونے کے لئے کوئی راہ نہیں ہے دوسرے صاحب نے یوں فرمایا ہے۔

چیست معراج فنا ایں ہستی
عاشقاں راندہب وملت نیستی

یعنی معراج کیا ہے ہستی کا نیست ہو جانا عشاق کا مذہب ہی فناہ ہونا ہے یعنی نہ رہتا ہے۔

یاس اس طریقہ علیہ کی نہایت اگر میسر آجائے جسے وصل عریانی کہتے ہیں جس کے حاصل ہونے کی علامت ناامیدی کا حاصل ہونا ہے وصل اور یاس ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ کیونکہ جب وصل ہو گیا پھر کونسی امید باقی رہ گئی۔ قرب میں تابع اور متبوع برابر ہوتے ہیں مگر آقا آقا ہے اور غلام غلام ہے۔ دل کا ماسوائے فارغ ہونا فقیری کی علامت ہے۔ غنی وہ ہے جو رب پاک کے ساتھ ہو۔ فقیر وہ ہے جسکی طبع مراد سے خالی ہو وہ اپنی مراد کو پورا نہ ہونے دے حضرت شبلی صاحب فرماتے ہیں کہ فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز سے راضی نہیں ہوتا۔

جذبہ اس میں پہلے نابود ہوتا ہے اس فنا کو عدم کہتے ہیں وہ جو فنا کے بعد ثبوت میں آتی ہے اس میں سالک غائب ہو جاتا ہے اسے پوشیدگی کہتے ہیں یہاں حیرت ہوتی ہے کہ میں کہاں چلا گیا اس ضمن میں حضرت مرزا جان جاناں فرماتے ہیں جب مجھے حضرت شیخ نے بشارت حقیقت محمدی دی اور مجھ کو ان کے انوار سے فنا حاصل ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی پاک میرے سامنے تشریف فرما ہیں پھر دیکھا کہ حضور میری جگہ تشریف رکھتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ حضور دونوں جگہ تشریف رکھتے ہیں پھر دیکھا کہ دونوں جگہ میں بیٹھا ہوں اس کو حقیقت محمدی کا نام دیتے ہیں جہاں مرید بالکل غائب ہو جاتا ہے اس مقام پر کسی نے خوب کہا ہے کہ۔

وحدت میں تیری نہ حرف دوئی کا آسکے
آئینہ کی کیا مجال کہ تجھے منہ دکھاسکے

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے۔ کہ مرید کی جگہ اس کے شیخ نمودار ہوتے ہیں بات ایک ہی ہے۔ یہ وصل الہی ہے اس سے آگے کوئی ترقی کا مقام نہیں ہے کوئی مزید جستجو نہ کرے۔ جسے یہ مرتبہ حاصل ہو گیا وہ محمدی المشرب ہو گا جو سب ولایتوں سے افضل ہے اور یہ فقیر ذاتی تجلی والا ہو گا اسے ذاتی تجلی دائمی طور پر حاصل ہو گی۔

دوسری جگہ حضرت مرزا جان جاناں صاحب" فرماتے ہیں کہ ایک دن میں کمال شوق میں کہ مجھ پہ محبت کا غلبہ طاری تھا۔ میں شیخ کی خدمت میں آنے کے ارادہ سے شیشہ دیکھ رہا تھا کہ میں نے شیشے میں اپنی صورت کو اپنے شیخ کی صورت دیکھا۔

حضرت غلام علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن خواب میں مجھ سے کسی نے فرمایا کہ نبی پاکؐ آپ کا انتظار کر رہے ہیں جب میں خواب میں ان سے معانقہ کر کے ملا تو ان کی صورت مدنی تھی جونہی میں معانقہ سے فارغ ہوا تو آپ کی شکل حضرت سید امیر کلالؒ کی شکل پر تبدیل ہو گئی۔

مزید حضرت غلام علی فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سلطان المشائخ حضرت نظام والدین اولیا کی تربت مبارک پر گیا میں نے عرض کیا آپ مجھے اپنی نسبت عنایت فرمایئے آپ نے توجہ فرمائی تو میں نے دیکھا میرا چہرا ان کا ہو گیا ہے اسی کو پوشیدگی یا غائب ہونا کہتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص میرے دادا پیر صاحبؒ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میں اسم بامسمی دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ کچھ دیر بیٹھا رہا۔ اذان سنی تو نماز کی نیت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ میرے دادا صاحب نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے عرض کیا نماز پڑھنے کا۔ فرمایا ہم نے تو سمجھا تھا کہ تو شائد ہمارے پاس آیا ہے اس میں ایک لطیف اشارہ ہے اس کے سوال کے جواب کا۔ اہل دل اس کو جانتے ہیں۔

<u>حجابات</u> حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں حجابات یعنی پردوں کا ازالہ دو طرح سے ہے ایک ازالہ شہود کے اعتبار سے اور دوسرا وجود کے اعتبار سے ازالہ وجودی مشکل ہے اور ازالہ شہودی ممکن ہے اور واقع ہے اگرچہ بہت ہی کم اور خاص لوگوں کا حصہ ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے نور ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں اگر وہ اٹھا دیئے جائیں تو اس کے چہرے کے انوار وہاں تک ہر شے کو جلا دیں جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے

اس جگہ حجاب جو نور ہیں ان کے ساتھ متحقق ہونا یعنی ملنا مراد ہے یعنی بقا پانا مراد ہے یہ ازالہ شھودی ازالہ ہے۔

ادب خلیفہ حضرت مجدد صاحب کو بعض ان کے دوستوں نے لکھا کہ حضرت میر نعمان صاحب ؒ ان دنوں طالبوں کی طرف کم توجہ دیتے ہیں اور عمارت سازی میں گرفتار ہیں۔ فتوحات کی آمدن عمارت سازی پر خرچ کر دیتے ہیں اور فقراء کو کچھ نہیں مل رہا۔ یہ باتیں انھوں نے ایسے طور پر لکھیں کہ ان سے اعتراض اور انکار کی بو آ رہی تھی تو جواب میں حضرت مجدد صاحب نے فرمایا کہ جان لیں کہ اس گروہ کا انکار زہر قاتل ہے اور ان بزرگواروں کے افعال اور اقوال پر اعتراض نہایت زہریلے سانپ کیطرح ہے جو موت ابدی اور ہلاکت دائمی تک پہنچا دیتا ہے۔ اور پھر یہ انکار و اعتراض اپنے پیر پر کیا جائے اور پیر کی تکلیف کا سبب بنے۔ اس گروہ کا منکر ان کی دولت سے محروم اور خالی رہ جاتا ہے اور ان پر اعتراض کرنے والا نامراد اور خسارے میں رہ جاتا ہے۔ جب تک پیر کی تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں اچھی نہ ہوں تب تک مرید پیر کے کمالات سے خالی رہتا ہے اگر کچھ حاصل بھی کر لے تو استدراج ہو گا۔ انجام کار خرابی اور رسوائی کا سامنا ہو گا یعنی بے ادبی کرنے والا مرید آخر ذلیل ہو گا۔ اگر مرید کو اپنے اندر پیر پر اعتراض کی تھوڑی سی بھی گنجائش ہے تو اسے اپنی خرابی کے سوا کچھ تصور نہ کرے اگر مرید کو پیر کے ساتھ اعتراض ہے تو ادب سے پوچھ لے تاکہ اس کا شک دور ہو جائے اگر پیر سے کوئی کام خلاف شرع صادر ہو تو مرید پیر کی پیروی

نہ کرے حسن ظن یعنی نیک گمان کرتے ہوئے درست معنوں میں محمول کرے
یعنی درست جانے اور درست ہونے کی وجہ پوچھے اگر پیرے سرزرد ہوئے
فعل کی درستی نظر نہ آئے تو اس امتحان سے نکلنے کے لئے پیر کی سلامتی کے
لئے دعا کرے اگر مرید کو پیر کے حق مباح کام کے اختیار کرنے میں شبہ ہوا ہے
تو مرید اس شبہ کا اعتبار نہ کرے جبکہ سب کاموں میں اللہ پاک نے مباح کام
کرنے سے منع نہیں فرمایا ہے اور اعتراض نہیں کیا ہے تو دوسرے کا کیا حق
پہنچتا ہے کہ وہ اپنے پاس سے اعتراض کرے بعض مقامات پر ترک اولیٰ اس
اولیٰ کام کرنے سے بہتر ہوتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ
جس طرح پسند کرتا ہے کہ عزیمت پر عطا فرمایا جائے اسی طرح یہ بھی پسند کرتا
ہے کہ رخصت پر بھی عطا فرمایا جائے نیز آپ فرماتے ہیں کہ حضرت میر نعمان
حد سے زیادہ حالت قبض میں ہیں تو ان ایام میں اگر مریدوں کی حالات کی
طرف توجہ نہ کریں اور بعض مباح امور کے ساتھ اپنے آپ کو تسلی دیں تو
اعتراض کی کیا گنجائش ہے۔ قبض کی حالت میں حضرت عبد اللہ اصطخری اپنی
تسلی کے لئے کتوں والوں کے ساتھ جنگل میں جایا کرتے تھے اور بعض مشائخ
اپنے آپ کو تسلی دینے کی خاطر سماع اور سریلی آوازوں کو سنتے تھے۔

نوٹ۔ مباح ایسے کام کو کہتے ہیں کہ شریعت کے مخالف نہ ہو جو دائرہ ادب
میں ہو

قلب و نفس دل جو اپنی ذات میں پاکیزہ اور نورانی ہے اس کے چہرے پر
زنگ اور میل کچیل نفس کی ہمسائیگی کی وجہ سے بیٹھ گیا ہے تھوڑی سی صفائی

سے اپنی اصل کی طرف لوٹ آسکتا ہے تھوڑے سے ذکر فکر سے اس کی درستی ہو جاتی ہے یہ نورانی ہو جاتا ہے مولوی غلام سول صاحب یوں گویا ہیں کہ:۔

حمد چراغ دلاں تاریکاں تے مشعل شب مہجوراں
ہر ہر ذرہ جس تھیں چمکیاوچ اقرار قصوراں

مگر نفس جو اپنی جبلت میں خبیث ہے تاریکی اس کی ذاتی صفت ہے یہ شریعت محمدی کی جب تک پابندی نہ کرے یہ پاک نہیں ہوتا اس کا خبث ذاتی دور نہیں ہوتا فضل حق ہی سے اس کی پاکیزگی ممکن ہے جو یوں ہے فضل حق کیسے حاصل ہوتا ہے مولوی غلام رسول صاحب یوں اشارہ فرماتے ہیں کہ

دے ساقی اک جام وصل دا گھٹ بھراں گم جاواں
بے خود رہاں میں دم کائی آخر مقصد پاواں
دے ساقی دوجی وار تیز نشے دا کاسہ
خودی تکبر مان گماناں رہئے جنم واسا

شریعت محمدی پوری کی پوری تربیت و فنائیت نفس کے لئے ضروری ہے اس پر عمل سے یہ راہ راست پر آجاتا ہے جب یہ راہ راست پر آجائے تو سرداری بھی اس کا نصیب ہے حضورؐ نے فرمایا ہے خیر کم فی الجاھلیته خیر کم فی الاسلام اذا فقھو یعنی جو جہالت میں افضل ہو ہدایت میں بھی وہی افضل ہے جب وہ ہدایت پالے۔

<u>اہل حق</u> حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں بحوالہ حضرت شیخ الاسلام

ہروی اور امام انصاری صاحب کہ جو اہل ریاضت بھوک خلوت اور تصفیہ باطن سے ریاضت حاصل کرتے ہیں اور جانب حق تعالیٰ نہیں پہنچ سکتے ان کے سامنے صورتیں نظر آتی ہیں اور غیب کی وہ خبریں دیتے ہیں جو مخلوق سے متعلق ہیں تو یہ لوگ مخلوقات ہی کی خبریں دیتے ہیں کیونکہ یہ لوگ حق تعالیٰ سے حجاب میں ہیں اور رہے لوگ اہل معرفت تو چونکہ ان کی مشغولیت ان چیزوں کے ساتھ ہوتی ہے جو ان پر وادر ہوتی ہیں اس لئے یہ لوگ رب پاک کی خبریں دیتے ہیں جب اکثر جہاں والے حق سبحانہ سے اعراض کئے ہوئے ہیں اور دنیا میں مشغول ہیں اس لئے ان کے دل دنیا میں مشغول ہوتے ہیں اس لئے ان کے دل مخلوقات کے حالات کی غیبی خبریں دینے والوں کی طرف مائل کر دیتے ہیں تو عوام ان کی تعظیم کرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ لوگ اہل اللہ ہیں اور اللہ کے خاص بندے ہیں حالانکہ ایسا نہ ہے عوام اہل اللہ سے اندھے ہیں اور نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو (اہل معرفت کو) ملاحظہ خلق سے حفاظت میں رکھا ہے اپنا خاص بنایا ہے المختصر معرفت جیسی کوئی بزرگی نہیں ہے جو ذات پاک نے اپنے خاص بندوں کو عطا فرمائی ہے عوالم غیب کا کشف شرط طریقہ نہیں ہے ماسوا سے نکلنے کا نام فنائیت ہے خود کو نہ پانے کا نام بقا ہے جِسے وہ فقر عطا فرمائے وہ امیر ہوا فقیر ہوا ہمیشہ کے لئے دوست کی زلف دوست کا اسیر ہوا پھر وہ بے نظیر ہوا پس نفس کے ہونے سے اپنی جان چھڑاؤ عافیت پاؤ میں نے اپنے شیخ میاں بشیر احمد صاحب سے پوچھا کہ شیطان انسان کا کب پیچھا چھوڑتا ہے فرمایا جب تک بندہ یا انسان باقی ہے یعنی اگر اپنا ہونا چھوڑ دے تو فلاح پا جاتا ہے ایک دن حضرت سلیمان تونسوی

نے اپنی مجلس میں ابلیس کو دیکھا تو فرمایا کوئی کام کی بات سناؤ تو اس نے کہا جب انسان کہہ دے کہ میں نہیں ہوں میرا اس پر کوئی زور نہیں چلتا حضرت داتا صاحب کشف المحجوب میں ایک شعر بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے دوست نے پوچھا تو کون ہے تو میں نے کہا اے دوست تو ہی ہے خود کو مٹانا اس کو پانا ہے پس نیستی اختیار کر کے دیدار یار کے لطف کا مزے اٹھائیے۔

بلا حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں بلا جسم کے لئے بے شک مصیبت ہے مگر روح کے لئے سکھ کا سامان ہے۔ محبوب کی طرف سے بلا جفا انعام سے زیادہ قدر رکھتی ہے اور اس کا جلال جمال سے زیادہ محبوب رکھنا چاہیے۔ آسائش تیری مراد ہے اور بلا و جفا ذات پاک کی مراد ہے یقیناً اسکی مراد بندے کی مراد سے افضل ہے بلا و جفا پر صبر چاہیے اور مدد مانگنا چاہیے یہ ترقی حال کے لئے وارد و نازل ہوتی ہے۔

علم و ادراک دیدار حق میں ذات پاک منکشف ہوتی ہے وہاں ادراک نہیں ہوتا۔ علم دو طرح سے ہے۔(i) علم حصولی ۔ اس میں شے کا انکشاف بھی ہے اور ادراک بھی۔ ادراک محسوس کرنے کو کہتے ہیں فہم اور شعور کو بھی ادراک کہتے ہیں مگر علم حضوری میں صرف شئے کا انکشاف ہے۔ ادراک نہیں ہوتا۔ انکشاف جو حضوری کی نشانی ہے سے مراد ہے کہ دیکھنے والے کو لذت حاصل ہو جو اس کو دید سے حاصل ہے ادراک علم حضوری میں ہوتا تو ہے مگر بے کیف جسے مجہول الکیفیت کہتے ہیں۔ ادراک کی تعریف یہ

ہے کہ کیفیت علم میں آجائے یعنی محسوس ہو۔

صوفیہ نے کہا ہے کہ جو کچھ عام مومن کو آخرت میں میسر ہو گا وہ خاص مومنوں یعنی اولیا کو دنیا میں میسر آجاتا ہے کیونکہ عام کا ادھار خاص کا نقد ہے پھر خیال کرنا چاہیے کہ خاص کا ادھار کیسا ہو گا۔ صوفیہ نے حق تعالیٰ کے بارے میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کلہ علم قدرت سمع اور بصر ہے کہ مومن اللہ پاک کو بہشت میں بے جہت دیکھیں گے یعنی بصر ہی بصر ہو جائیں گے اور جب ہمہ تن بصر ہونگے تو جہت کی کیا گنجائش ہے۔ یہ ہمہ تن بصر ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے اس عارف کے لطائف میں سے ہر ایک لطیفہ اسکی کلیت کے رنگ میں ظہور کرتا ہے یعنی وہ عارف تمام کا تمام روح اور تمام کا تمام قلب ہو جاتا ہے اسی طرح باقی لطائف کا حال ہے یعنی نفس ناطقہ سر خفی اخفی کا۔ جب لطیفہ قلب جو حقیقت جامع ہے کل کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ اور دوسرے اجزا کی طرح کل کا حکم پیدا کرلیتا ہے اور پھر کلیت کے رنگ کے بعد بصر ہی بصر ہو جاتا ہے تو یہ دیدار حق سے مشرف ہو جاتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے وہ عطا فرماتا ہے بس یہی طریق تفسیر دیدار ہے خدا سے طلب کرا اور اس عطا پر خدائے قدوس کا شکر بجالا۔

<u>المحدث</u> حادث وہ ہے جو وجود میں متاخر ہو یعنی پہلے تو نہ تھا بعد میں پیدا ہوا۔ جیسے انسان اسی طرح اور اشیاء جو مخلوق ہیں۔

<u>القدیم</u> وہ ذات یعنی اللہ پاک جو اپنے وجود میں ہمیشہ سے ہے اور جس کی ذات تمام موجودات سے پہلے تھی یہ خداوند تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں

ہے۔ صوفیا نے جہاں قدیم کا لفظ لیا ہے اس سے مراد ان کی ذات حق تعالیٰ ہے
اور جہاں حادث کا نام لیا ہے اس سے مراد انسان یا مخلوق ہے۔

الازل وہ جسکی ابتداء نہ ہو۔ یہ صفت صرف ذات پاک کی ہے۔

الابد ابدی وہ جس کی کوئی انتہانہ ہو یہ صفت بھی صرف ذات پاک کے لئے
ہے

روح تصوف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جبرائیلؑ سے اور
جبرائیل نے ہمیں خداوند تعالیٰ سے خبر دی کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا
بندہ مسلسل نوافل کے ذرالیعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو اپنا
دوست بنالیتا ہوں پس جب میں اس کو اپنا دوست بنالیتا ہوں تو میں اس کے
لئے کان آنکھ زبان اور ہاتھ بن جاتا ہوں کہ وہ مجھ سے سنتا ہے مجھ سے
دیکھتا ہے میرے ساتھ ہی بولتا ہے اور میرے ذریعہ ہی پکڑتا ہے۔

حمد وثنا حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عرب و عجم میں
سب سے زیادہ فصاحت والا ہوں مگر معراج کی رات دیدار الٰہی سے مشرف
ہونے کے بعد فرمایا کہ میری زبان کے لئے تیری حمد و ثنا کے کمال کا احاطہ کرنا
ناممکن ہے اور عرض کیا انت کماثنیت علے نفسک یعنی تو ہی ہے جس
نے اپنی ثناء آپ کی۔ تو رب پاک نے ارشاد فرمایا لعمرک اذاسکت عن
ثنائی فالکل منک ثنائی یعنی آپ کی زندگی کی قسم اگر تو میری حمد و ثنا
سے قاصر ہے تو تمام حمد و ثنا آپ کی طرف سے ہے۔ یعنی میں تمام اجزاء کو

آپ کا نائب مقرر کرتا ہوں تاکہ وہ میری حمد وثنا کرکے آپ کے حوالے کریں تو یوں تمام کائنات کی ثناء دراصل آپ کی طرف سے میری ثنا ہوگی۔

انعام و خلوص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بے شک اللہ کے بندوں میں بعض بندے ایسے بھی ہیں جن پر انبیاء اور شھداء بھی رشک کریں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں ان کے اوصاف فرمایئے تاکہ ہم ان کے ساتھ محبت کریں تو آپ نے فرمایا وہ لوگ جو مال اور دنیاوی فائدے کے بغیر محض حق تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کریں۔ قیامت کے دن ان کے چہرے نورانی ہونگے اور وہ نورانی منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ جب دوسرے لوگ خوفزدہ ہونگے تو انھیں کوئی خوف لاحق نہ ہوگا۔ جب دوسرے لوگ غمگین ہونگے۔ تو انھیں کوئی غم نہ ہوگا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ الاان اولیا اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون

میزبانی میزبان کو چاہیے کہ مہمان سے دریافت کرے کہ وہ کیا چیز پسند کرتے ہیں اور کونسی شے انھیں خصوصی پسند ہے اور میزبان کا اسے پورا کرنا بڑے ثواب کی بات ہے نبی پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بحیثیت میزبان اپنے مہمان مسلمان بھائی کی خواہش کو پورا کرتا ہے اسے ایک ہزار نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اس کے نامہ اعمال سے ایک ہزار گناہ کاٹ دیئے جاتے ہیں اور اس کے درجہ میں ہزاروں مراتب کا اضافہ کردیا جاتا ہے اور تینوں بہشتیں یعنی فردوس عدن خلد میں اسے حصہ عطا کیا جاتا ہے لیکن پوچھنے کا یہ انداز نہ ہو کہ فلاں چیز لاؤں یا نہ لاؤں یہ مکروہ ہے بلکہ لائق مذمت ہے

اور اس سے یہ بہتر ہے کہ جو کچھ حاضر ہو لے آئے مہمان کھالے تو اچھا ہے ورنہ واپس لے جائے۔

آداب کھانا امام غزالی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کسی کے ہاں کھانا کھانے کے وقت بن بلائے نہ جائے حدیث شریف میں ہے جو شخص بغیر دعوت کے کسی ہاں کھانے کی نیت سے جاتا ہے تو اس کا اردہ فاسق ہے اور کھانا حرام خوری میں شامل ہے۔ اگر اتفاق سے عین کھانے کے وقت جاتا ہے تو جائے تو بھی بلا اجازت کھانا کھانے نہ لگ جائے لیکن اگر وہ کہے بھی کہ کھالو اور جاننے والا سمجھ جائے کہ کہنے والا دل سے نہیں کہ رہا محض اوپری صلح سے ہے تو بھی نہ کھائے لیکن یوں کہ عذر پیش کر کے بڑی ملائمت کے ساتھ انکار کر دے۔ البتہ کسی ایسے دوست ہاں جانے کا قصد کرے جس پر پورا پورا اعتماد ہو اور اس کے دل سے خوب واقف ہو تو روا ہے کہ اس کے ساتھ کھانے کے شامل ہو۔ بلکہ دوستوں کے ساتھ بے تکلفانہ کھالینا بجائے خود مسنون ہے کہ نبی پاکؐ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ بھوک کی حالت میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ اور ابوالہثیمؓ بن الہنان کے ہاں گئے اور کھانا طلب کیا اور کھایا اور یہ بات میزبان کے لئے خیر و برکت اعانت کرنا ہے جب معلوم ہو کہ میزبان اس بات میں رغبت رکھتا ہے۔

طہارت یعنی پاکیزگی۔ ارشاد حق تعالیٰ ہے کہ اللہ پاک دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پاک صاف رہنے والوں کو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے پاک صاف رہنا نصف ایمان ہے پھر فرمایا دین کی بنیاد

صفائی اور پاکیزگی پر ہے لیکن اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ جسم و کپڑوں کی صفائی ہی فضیلت رکھتی ہے بلکہ اس کی چار اقسام ہیں۔

(ا)۔ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیزوں سے دل کو صاف کرنا یعنی خالی کرنا تصوف میں یہ فنا قلبی ہے۔اور صدیقوں کا درجہ ہے۔

(۲)۔اس سے مراد ظاہری دل کی پاکیزگی ہے یعنی دل کو اخلاق پلیدہ سے مثلاحسد تکبر ریاکاری بے جالالچ عدوات رعونت ایسی دوسری بری باتوں سے دل کاپاک کرنااوران کی جگہ پاکیزہ وپسندیدہ اخلاق کو اپنانا جیسے تواضع صبرتوبہ خوف خداامیداور محبت وغیرہ سے دل کو آراستہ کرنا۔

(۳)۔اس سے مراد جسمانی اعضاء کی پاکیزگی ہے جیسے غیبت جھوٹ حرام خوری بددیانتی نامحرم پر نظرڈالنااوراس قسم حرکات بد سے دور بھاگنااوراس کی بجائے احکام الہی کاپابند رہنا۔یہ پارساؤں کادرجہ ہے۔

(۴)۔ اس سے مراد جسم کوپاک رکھنااور لباس کوپلید ہونے سے بچاناتاکہ پورا جسم رکوع و سجود کے لئے آراستہ ہو سکے۔اور ارکان نماز کا حق ادا ہوسکے۔یہ درجہ عام مسلمانوں کاہے معاملات کے ضمن میں چونکہ مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہی ہے اس لئے یہ پاکی بھی نصف ایمان ہے امام غزالیؒ فرماتے ہیں طہارت نصف ایمان ہے میں چونکہ لفظ طہارت پہلے آیا ہے اس لئے دین کی بنیاد طہارت ہے۔

حدیث شریف حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی زندہ شخص کی ملاقات کو گیااوراس نے اسے کچھ نہ چکھایاتوگویااس نے مردے سے ملاقات کی۔

حدیث شریف حضور ؐ نے فرمایا تین چیزوں کا حساب بندے سے نہ لیا جائے گا۔(۱)وہ جو نمازیوں نے کھایا (۲)جس سے روزہ افطار کیا گیا ہو (۳)جو بھائیوں کے ساتھ مل کر کھایا۔ نیز فرمایا کہ کھانا کھلانا تمام مذہبوں میں پسندیدہ ہے۔

نماز و زکوٰۃ حضرت موسیٰؑ نے ایک شخص کو دیکھا جو اچھے کپڑے پہن کر نماز ادا کر رہا تھا پھر اسے چند سال بعد اسے اپنی سابقہ حالت پر دیکھا یعنی نماز میں وہ مشغول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی نازل کی کہ اے موسیٰ اس کی نماز کیا کرے گی جب یہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ اے موسیٰ نماز اور زکوٰۃ جڑواں ہیں ایک کے بغیر دوسری کو بہ قبول نہیں کرتا۔

کھانا کھانے کی ابتداء اور انتہا نمک یعنی نمکین کھانے سے کرنی چاہیے اس مرض کوڑھ نہیں ہوتا پانی کھانا شروع کرنے سے پہلے ایک مرتبہ پہلے اور دوران کھانا تین مرتبہ پینا چاہیے بعد میں نہ پینا چاہیے کہ یہ سنت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں بسم اللہ جلال ہے جس نے جلال کا مشاہدہ کیا وہ فناہ ہو گیا اور جس نے جمال کا مشاہدہ کیا وہ زندہ ہو گیا اور جب جمال ملے تو غرور سر نہیں اٹھتا اور جب جلال کا مشاہدہ ہوتا ہے چونکہ بندہ فانی ہو جاتا ہے تو غرور کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جمال و جلال کے بغیر معرفت کا کمال حاصل نہیں ہوتا پس جلال عاشقیت اور جمال محبوبیت ہے۔

انسان کی دونوں جہاں کی زندگی دو قدم ہے اگر پہلے قدم میں راستی ہے تو دوسرا قدم بھی قبول ہوا پہلا قدم خواہشات نفسانی کے خلاف یعنی نفس کی

گردن پر رکھنا ہے تو دوسرا قدم میدان رضا میں۔ ہمارا سفر طریقت سات قدم میں ہے یعنی عالم امرو خلق کے سات لطائف کی مسافت طے کرنا۔ مرید اگر رجوع الی اللہ رہے تو غنیمت ہے اگر نفس مطمئین ہو کر ساتھ ہو گیا تو یہ واصل باللہ ہے اسے وصل عریانی نصیب ہو گیا وصل عریانی میں انسان سے سب پردے ہٹ جاتے ہیں یہ معلوم یوں ہے جیسے۔

من شوم عریاں زتن وخیال
تا خرام در نہایت الوصال

یعنی جب میں جسم اور خیال سے ننگا ہو جاؤں یعنی نہ جسم رکھوں نہ خیال تو تب وصال کی نہایت میں ٹہل سکتا ہوں۔ اخلاص اور مقام رضاء نفس کی فنائیت کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔

انسان کی ترقی کا راز نفس کی وجہ سے ہے اگر نفس ضد بالکل چھوڑ دے تو روحانی ترقی رک جاتی ہے ضد سے مراد شریعت کی مخالفت نہیں ہے طریقت میں ارتکاب غلطی ہے۔ بھول ہوئی شرمسار ہوا معافی مانگی مقبول ہوا۔ حضرت خواجہ بہاالدین نقشبند" فرماتے ہیں کہ اگر کوئی وجود اس سے زیادہ ناپاک ہوتا تو معرفت کو اس جگہ رکھتے فرماتے ہیں خزانہ اجاڑ میں دفنایا جاتا ہے۔

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو اپنے آپ کو کافر فرنگ سے بہتر جانے۔ فرماتے ہیں جو آدمی خود کو افضل جانے یہ شرک ہے یہ موجود ہے تو بہتر جانے گا جب رہا ہی نہ تو معاملہ سیدھا ہوا۔ مرید امکانی ہے جب شیخ لامکان اس پر اپنے کرم کی حد فرمادیں تو امکانی کا الف لا سے بدل جاتا ہے یعنی امکانی لامکانی بن جاتا ہے۔ فرمان

خداوندی ہے کہ قف یا محمدؐ فان اللہ یصلی اے محمد ٹھہریئے آپ کا رب نماز پڑھتا ہے میں یہ راز پنہاں ہے کہ نماز کے آگے جائے قدم نہیں ہے یعنی جس کی نماز قائم ہو گی اسے معراج نصیب ہو گئی جسے معراج ہوئی اسے دیدار ہوا پس وہ اپنی مراد سے ہمکنار ہوا۔

ایک دفعہ صحابہ کرامؓ محو گفتگو تھے کہ آنجناب تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے فرمایا کیا کلام ہو رہی ہے عرض کیا جناب وسوسوں کی آپؐ نے فرمایا کہ زیادہ وسوسوں کا آنا ایمان کے کمال کی دلیل ہے۔ یعنی ذلک من اکمل الایمان میرے شیخ نے بندہ سے فرمایا کہ ایک منٹ نہ جانے کتنے وسوسے آتے ہیں۔ ایسے وقت میں گھبرانا نہ چاہیے رب پاک سے اعانت طلب فرمانی چاہیے۔ منتہی کو زیادہ خطرات کا سامنا ہوتا ہے۔

شریعت کے تین اجزاء ہیں علم عمل اور اخلاص طریقت و حقیقت شریعت کے غلام ہیں۔ فقیر کو فخر محمدی حاصل ہے مگر کل قیامت کو شریعت کی پوچھ گچھ ہو گی شریعت کا اہتمام فرمائیں۔ صوفی حال وقت کا تابع ہے اور صافی حال سے فارغ ہے اور حق الیقین کا وارث ہے۔ یہ ذات پاک کو پانے والا ہے۔ تفرید فرد ہونا ہے جو سب سے اعلیٰ مقام ہے اور تجرید خواہشات نفسانی سے مجرد یعنی الگ ہونا ہے پس۔

اچی تھائیں نیوں لگاندے ہرگز نانہہ شرمائیے
جے مل جائے تے واہ بھلیری نئیں سکدے مرجائیے

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا ہے کہ عبادت کے لئے توحید کافی ہے یعنی خدا پاک کو دیکھنا یا پانا اور فرمایا ثواب کے لئے جنت کافی ہے۔ حضرت شبلی

فرماتے ہیں کہ میں نے اس جہاں میں دوران گفتگو کسی سے کہ دیا کہ بندے کے لئے اس سے بڑی سختی کوئی نہیں کہ وہ جنت کا حق دار ہو اور اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ فوت ہونے کے بعد وہ فرماتے ہیں مجھے رب پاک نے قبر میں فرمایا شبلی بات ایسے نہیں ہے بلکہ یوں ہے کہ اس جہاں میں کوئی حجاب میں رہ کر دیدار خداوندی سے پردہ میں رہ جائے یہ اس کیلئے سختی کی بات ہے احباب دیدار کا راستہ وسیلہ کے ذریعے ہے آیئے انتخاب شیخ فرمایئے اور درست:۔

اس گلستان سے تو کسی ایسے گل کو چن
ہر کوئی داد دے تیرے حسن انتخاب کی

حضرت سفیان ثوری نے فرمایا ہے ہر چیز کے لئے ایک عذاب موجود ہے عارف کا عذاب اللہ پاک کے ذکر سے دور ہو جانا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب یاد الٰہی دل میں قرار پکڑ لیتی ہے اور شیطان ایسے انسان کے قریب آتا ہے تو اس کو انسان کا سایہ ہو جاتا ہے اور وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ دوسرے شیطان پوچھتے ہیں اس (جن کو) کیا ہو گیا ہے تو جواب ملتا ہے کہ اسے انسان کا سایہ ہو گیا ہے یعنی انسان کو چھونے سے یہ جن بے ہوش ہو گیا ہے۔

حضرت بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی اوراق دیکھ کر اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ سے عذاب ہلکا فرما دیتے ہیں خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے دن تین ہیں ایک کل جو گزر گیا۔ ایک آج کا جو عمل کا دن ہے۔ ایک آنے والا دن جس کی صرف امید ہی امید ہے کہا نہیں جاسکتا کہ وہ اس کے لئے آئے گا یا

نہیں۔ گزرا ہوا کل نصیحت ہے آج کا دن غنیمت ہے آنے والا ایک خیالی چیز ہے اسی طرح مہینے بھی تین ہیں۔ رجب تو گزر گیا ہے وہ لوٹ کر ابھی نہیں آئے گا رمضان کا انتظار ہے معلوم نہیں اس تک زندہ رہے یا نہ رہے۔ پس شعبان ان دونوں کا درمیان ہے اس لئے اس میں اطاعت وبندگی کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔۔۔۔ نیز آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر خطاب ؓ سے فرمایا کہ پانچ باتوں کو پانچ باتوں کے واقع ہونے سے پہلے غنیمت جانو۔ (۱) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو۔ (۲) بیماری سے پہلے صحت کو۔ (۳) مفلسی سے پہلے امیری کو۔ (۴) شغل سے پہلے فرصت کو۔ (۵) مرنے سے پہلے زندگی کو۔

حضرت نبی پاک ؐ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی آل کون ہے فرمایا ہر مومن متقی اس پر شکر حضور ؐ وخدا پاک کرنا چاہیے کہ جب بھی کوئی آل پاک پر درود پاک بھیجے تو اے متقی تجھ پر بھی درود بھیجا جاتا ہے یہ انعام کوئی کم نہیں ہے اور تو درود پاک کو اپنا وظیفہ بنا لے کہ سنت خدا ہے اور شاید آپؐ درود خوانی کی بدولت آپ کو حاضری خانہ کعبہ اور دیدار روضہ خویش بلا بھیجیں:۔

بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں ہم نے بھی درود کی سوغاتیں

پیدائش انسانی سے مقصود وظائف بندگی کا ادا کرنا ہے۔ اگر ابتدا یا درمیان راہ میں عشق ومحبت عطا کر دیا گیا تو اس سے مقصود یہ ہے کہ بندہ جناب حق سبحانہ کے ماسوا سے ہر طرح کا قطع تعلق کر لے۔ عشق ومحبت مقاصد میں سے نہیں ہے بلکہ عبودیت (ترک وجود) کے حصول کے لئے ہے۔ انسان رب پاک کا بندہ اس وقت تک نہیں بنتا جب تک یہ غرض کی بندگی سے نہ

نکل جائے۔ جب غرض کی گرفتاری سے نجات حاصل کی تب ماسوا سے رہا ہو کر مقام عبدیت کو پایا اور ولایت کی انتہا حاصل کی۔ عبدیت سے آگے کوئی مقام نہیں ہے۔

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں جس راستے کو ہم طے کرنے کے درپے ہیں وہ سارا سات قدم کا ہے جیسے کہ انسان کے سات لطیفے ہیں دو قدم تو عالم خلق ہیں یعنی لطیفہ نفس اور قالب پانچ قدم عالم امر کے ہیں یعنی لطیفہ قلب روح سر خفی اور اخفی کے ان سات قدموں میں ہر قدم سے دس ہزار حجابات اٹھتے ہیں اس طرح سے بندہ خود سے دور اور رب پاک کے نزدیک چلا جاتا ہے۔ حجابات خواہ نورانی ہوں یا ظلمانی بیشک اللہ اور بندہ کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں نور اور ظلمت کے۔ اول قدم جو عالم امر میں رکھا جاتا ہے اس میں تجلی فعل ظاہر ہوتی ہے دوسرے قدم میں تجلی صفت ظاہر ہوتی ہے تیسرے قدم میں تجلی ذاتی کا ظہور ہوتا ہے تجلی ذاتی سے اوپر وجود حق اور نور محض ہے اس میں بندہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ ذاتی تجلی کا ظہور لطیفہ سر خفی اور اخفی میں ہے۔

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہرگز شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسے دیوانہ نہ کہا جائے تو آپ کسی دوست (ولی) سے تعلق قائم کیجئے اور جذب و مستی حاصل کیجئے اور پھر ایسا نہ کہئے کہ:۔

تیری مست نگاہی کا میں بھرم رکھ لوں گا
ہوئی ہوش تو کہ دوں گا مجھے ہوش نہیں

بلکہ یوں عرض کیجئے کہ:۔

ساری دنیا کہتی ہے کہ یہ تیرا شیدائی ہے
اب میرا ہوش میں آنا میری رسوائی ہے

احباب راہ دید خدا اختیار کیجئے اور جلد کیونکہ نبی پاکؐ نے فرمایا ہے ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو کہتے ہیں عنقریب ہم یہ کام کرلیں گے یعنی آج کا کام کل پر ڈالنے والے آپ نے توبہ کو جلدی اختیار فرمانے کی تاکید فرمائی ہے۔

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ پاک کے بندے اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں یہ ایسے بابرکت لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بد بخت نہیں۔ راہ طریقت اختیار کرنے کے بعد مجلس اولیا اپنا شعار بنایئے گا حضرت مولوی روم صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا
او نشید در حضور اولیا

یعنی جو کوئی چاہتا ہے کہ وہ خدا کے ساتھ بیٹھے وہ اولیا کی مجلس میں بیٹھے۔ اولیا سے ہم نشینی خدا کے قرب کا سبب بنتی ہے۔

انتخاب شیخ کے بارے میں حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں نقشبندی بزرگ مرید کو پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ عطا کر دیتے ہیں جو منتہیوں کو انتہا پر جا کر میسر آتی ہے۔ یاد رکھیے رب پاک کے بندے سے منہ پھیرنے کی یہ علامت ہے کہ بندہ لایعنی کاموں میں مشغول و مصروف ہو جائے۔ رب پاک ہمیں اپنی طرف بلائیں اور دائرہ محبت میں رکھیں آمین!

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ قبلہ توجہ صرف ایک ذات ہونی

چاہیے یعنی اپنا مرشد کامل۔ اپنا قبلہ توجہ بہت سے شیوخ کو قرار دینا گویا تفرقہ کا شکار ہونا ہے اگر دل میں خیال پیدا ہو کہ فلاں شیخ بہت کامل ہے تو دل کو اس شعر سے دلاسہ دیجئے یعنی:۔

جے کوئی پری ہور زمیں تے میں اس خبر نہ کائی
نبلہ جان میری داتوں ایں تدھ دل سیس نو ایا

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:۔

آسودہ شبے باید وخوش مہتابے
تابا تو حکایت کنم از ہر بابے

یعنی کوئی ایسی عیش کی رات ہو اور خوش طبع محبوب ہو تا کہ میں تیرے ساتھ اس کی ہر ادا کی بات کروں ایک پر جان دے کہ جان بھی تجھے ایک ہی نے دی ہے اور جان بھی ایک ہی ہے۔ بس ایک پر مر مٹ اور اس میں گم ہو جاجیسے۔

تو در و گم شو وصال ایں است و بس

یعنی تو اپنی نسبت میں گم ہو جا وصال یہی ہے اور بس۔

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں رنج و محنت محبت کے لوازمات میں سے فقراء کیلئے درد و غم کا ہونا لازمی بات ہے فرماتے ہیں دوست آوارگی چاہتا ہے تا کہ اس کے غیر سے بالکل قطع تعلقی ہو جائے۔ آرام بے آرامی میں ہے اور لذت و خوشی سوز میں قرار بے قراری میں راحت زخم خوردہ ہونے میں۔ نیز آپ فرماتے ہیں رب پاک کی طرف سے جو حال آئے بخوشی قبول کرنا چاہیے کہ یہ مقام رضا ہے۔ فرماتے ہیں اہل اللہ کی محبت اور محفل

ضروری ہے کسی نے خوب ہی کہا ہے۔ کہ تو مستوں کے گرد گھومتا رہ اگر ان سے شراب نہیں ملے گی بو تو پہنچے گی اگر بو بھی نہ پہنچے گی تو ان کو دیکھ لینا ہی کافی ہے۔ سالک کو برے لوگوں کی محفل سے اجتناب کرنا چاہیے۔

کسی شخص نے ابلیس لعین کو آسودہ اور فارغ بیٹھے دیکھ کر وجہ پوچھی کیا وجہ ہے کہ تم نے اپنا ہاتھ گمراہ کرنے اور بہکانے سے کوتاہ کیا ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ اس وقت کے برے علماء میرا کام کر رہے ہیں اور گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذمہ دار بن چکے ہیں پس علماء سو کی ہم نشینی سے بھی بچو۔

ولایت فنا اور بقا سے عبارت یعنی مراد ہے کرامات اور کشف خواہ کم ہوں یا زیادہ ہوں اس کے لوازمات میں سے نہیں ہے۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ جس سے کرامات زیادہ ہوں اس کی ولایت بھی اتم یعنی مکمل یا زیادہ ہوگی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کرامات ولی سے کم ظاہر ہوتی ہیں اور ولایت اکمل یعنی مکمل ہوتی ہے۔ اپنے شیخ سے کرامات کا طالب نہ ہونا چاہیے کیونکہ کسی صحابی نے نبی پاک ؐ سے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا ہے۔ اپنے شیخ سے از راہ اخلاص محبت کرنی چاہیے اور عقیدت رکھنی چاہیے دیگر اولیا سے بھی عقیدت رکھنی چاہیے اور ان سے از راہ خدمت پیش آنا چاہیے حدیث شریف میں آیا ہے اے داؤد جب تو میرے طالب کو دیکھے تو اس کا خادم بن جا مشہور ہے جتنی دوستوں پر پہلے توجہ رکھتے ہو اب اس سے زیادہ رکھو لا پرواہی اور تغافل کو جائز نہ رکھو۔

جاننا چاہیے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو بھولنے کا نام فنا ہے اور ماسوا دو قسم سے یعنی آفاق اور انفس آفاق عالم صغیر یعنی انسان کے باہر کو کہتے ہیں اور

طالب

انفس اندر کو کہتے ہیں ہر دو کی فنائیت ضروری ہے آفاق لطیفہ نفس اور قلب ہے اور انفس لطائف عالم امریعنی لطیفہ قلب روح سر خفی اور اخفی ہیں سب لطائف کی فنائیت کے بعد انسان کو بقا سے تحقق ہوتا ہے یعنی بقا و وصل حاصل ہوتی ہے اور یہ سب کچھ شیخ باکمال کی تربیت پر منحصر ہے اور نفس انسانی جو کہ شیطانی انانیت کے اعتبار سے ناری عنصر سے پیدا ہوا ہے تربیت ہی سے اپنی حکومت یعنی برے افعال کو چھوڑ کر اصلاح میں آتا ہے اور مطمئنہ کا مقام پیدا کرلیتا ہے تو یہ نفس تمام لطائف عالم امر پر سردار و رئیس بن جاتا ہے جیسے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں اچھے ہیں جب کہ وہ دین کو سمجھ جائیں۔ پس شیخ باکمال سے رابطہ فرمایئے اور دولت بقا ان کی تربیت سے حاصل کیجئے۔

حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جو شخص اپنی آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا اس کا دل اس کے قابو میں نہیں رہتا اس ضمن میں حکم حضورؐ ہے کہ النظرہ الاولی لک یعنی پہلی نگاہ تیرے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اس میں غیریت کا ارادہ شامل نہیں ہوتا یعنی خواہش نفس کا تو اس میں یہ بھی اشارہ پنہاں ہے کہ اگر تو خواہش سے پاک ہے تو تو اسے یعنی محبوب حقیقی کو دیکھ سکتا ہے اور دوسری جگہ ارشاد حضورؐ ہے النظرۃ الثانیہ علیک یعنی دوسری نگاہ تجھ پر وبال ہے یعنی جس میں مظاہر جمیلہ کی طرف ارادہ کے طور پر نظر دوڑائی جائے جس میں رغبت نفس ہو اس نظر سے منع فرمایا گیا ہے اس میں یوں بھی ظاہر ہے کہ اگر تو خواہش نفس سے زندہ ہے تو یہ تیرے لئے وبال یعنی بیماری ہے یعنی تو مہجور ہی رہے گا ذات حقیقی کا مشاہدہ نہ کرسکے گا حضرت جناب مجدد

صاحب فرماتے ہیں کہ پہلی نظر میں اگر ارادہ نفس شامل ہو تو پھر یہ بھی دوسرے فعل میں آتا ہے یعنی خواہش نفس سے مظاہر جمیلہ کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے پس درست ہوا جو کوئی آنکھ حفاظت نہیں کرتا تو اس کا دل اس کے قابو میں نہیں رہتا ہے پس آنکھ کی حفاظت اس کے غیر سے کرنی چاہیے تاکہ غیریت سے نکل کر اس کی ذات باکمال کا مشاہدہ ہو سکے اور توفیق اللہ جل شانہ کی طرف ہی ہے۔

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ ہم مقولہ ہمہ اواست کی اختراع جانتے ہیں کیونکہ مقولہ ہمہ از اواست علماء کا متفقہ علیہ فیصلہ ہے کیونکہ یہ شرع اور عقل میں مقبول و پسندیدہ ہے چہ جائیکہ کشف والہام سے بھی اس کی تائید ہو چکی ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ صوفیہ کا نظریہ ہمہ اواست باعتبار سکر ہے جیسے کوئی کسی سے محبت رکھتا ہو تو از روئے محبت اسکے سایہ کو بھی وہی سمجھے اور علماء کا نظریہ ہمہ از اواست از روئے تحقیق ہے الاخر مجدد صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ صوفیہ اور علماء کا جھگڑا لفظی ہے اور دونوں معنی میں متفق ہیں۔ حضرت جناب مجدد صاحب حضرت جناب شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت جناب رکن والدین علاو الدولہ سمنانی جو قدیم اعلیٰ بزرگوں میں سے ہیں ہمہ از اوست کے قائل ہیں۔

حضرت جناب مجدد صاحب لکھتے ہیں کہ فقہاء نے فرمایا ہے جو آدمی اپنے نقصان پر راضی ہوتا ہے وہ شفقت کا حق دار نہیں ہے اور یہ انسان کی عقل ناقص ہی ہے جو اپنے نقصان پر راضی ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ اگر عقل کافی ہوتی انبیاء علیہم السلام کیوں تشریف لاتے۔ یہ لوگ واصل باللہ ہیں اور

خدا کو ملانے والے راستے سے واقف ہیں پس عقل کی قید سے نکلنا ہو گا اور نبیؑ مکرمؐ کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

صبح ازل مجھ سے یہ کہا جبرائیلؑ نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

رب پاک کی راہ بلا وسیلہ نہیں وسیلہ ہی ہے جو قائم نماز کے لئے قائم وضو سکھاتا ہے جو ذکر نفی اثبات ہے۔ شیخ اکمل کی تقلید خوبصورت پھل رکھتی ہے جو اکمل سے ملتا ہے ناقص شیخ سے نہیں ملتا کسی نے خوب اشارہ فرمایا ہے کہ حلوے کی پلیٹ سے تو بوٹیاں نہ ڈھونڈھ پس اے صاحب تو۔

اس گلستان سے کسی ایسے گل کو چن
کہ ہر شخص داد دے تیرے حسن انتخاب کی

شیخ کامل یا حضورؐ کو پا اور پھر تو خدا کو۔ یا کسی نے خوب رہبری فرمائی ہے کہ۔

پیر نگر میں جا کے تو نبیؐ نگر کو جا
نبی نگر کو جا کے تو رب کا درشن پا

حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ چون (مثالی امکانی یعنی انسان) کو بیچون سے کوئی واسطہ نہیں نہ اسے اس کی طرف کوئی راہ ہے نہ اس کی طرف علم لے جائے گا نہ تفکر کیونکہ وہ ذات پاک تفکر و تخیل سے ماوراء ہے اور جو علم علم کی جنس سے ہے وہ بھی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ذات قدس بے کیف ہے یعنی بے چوں پس اللہ تعالیٰ کو علم معرفت یعنی علم حضوری سے پایا جا سکتا ہے۔ آپؒ نے خوب ہی فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی سے پایا جا سکتا وہ موتو قبل کے بعد ہے جہاں نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور اسے یعنی

عارف کو مکمل طور پر ذاتی تجلی حاصل ہو جاتی ہے اور توفیق اللہ جل شانہ کی طرف سے ہے۔

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں ک عارف باللہ کے ظاہر اور اس کی صورت کو اللہ پاک نے صفات بشریت پر ہی رہنے دیا ہے تاکہ اس کے کمالات کی پردہ پوشی رہے اور لوگوں کے لئے آزمائش پیدا کرے اور حق والا باطل سے ملا جلا رہے۔عارف کامل کی اس ظاہری صورت کو بصیرت سے اندھے لوگ بے جان پہاڑ اور اپنی مانند بے حقیقت صورتوں کی طرح خیال کرتے ہیں اس بنا پر اہل اللہ کے انکار میں مبتلا ہوتے اور محرومی حاصل کرتے ہیں یاد رکھئے عارف کامل کی یہ پہچان ہے کہ اس کی محفل میں آپ کا دل اللہ پاک کے ساتھ جمع رہے ایسے کامل کی مجلس کو اپنے اوپر فرض کرلو یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشیں بد بخت نہیں ہوتا اور کاملین کا قرب قرب حق کا آخر سبب بنتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ لوگ اللہ کے جلیس یعنی ہم نشین ہیں پس ان کی صحبت سے برکت حاصل کیجئے۔

حضرت جناب مجدد صاحب سے قول اذا احب اللہ عبدا لا یضرہ ذنب (یعنی جب اللہ پاک کسی بندہ کو دوست رکھیں تو اسے گناہ ضرر نہیں پہنچاتا) کے معنی پوچھے گئے تو آپ نے فرمایا جان لیں کہ جب حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو گناہ اس سے صادر ہی نہیں ہوتا کیونکہ اولیا حق گناہوں سے محفوظ ہیں جیسے کہ اللہ پاک نے ابلیس سے فرمایا کہ تو اپنا زور لگا مگر ان عبادی لیس لک علیھم سلطان (یعنی تحقیق جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا زور نہ چلے گا) اور جب اولیا سے گناہ صادر ہی نہیں ہوتا

تو یقین ہے گناہ ضرر بھی نہیں ہو گا تو صاحب کیسی غفلت کیسا تساہل آیئے ان کی صف میں شمولیت فرمایئے اور رب پاک کے کرم سے فائدہ اٹھایئے

حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں ہمارے طریقہ کا دارومدار محبت شیخ صحبت شیخ سنت حضور ؐ اور دوام رجوع الی اللہ پر ہے نیز فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقہ کی ابتدا دوسرے طریقوں کی انتہا میں درج ہے ہمارے شیوخ اپنے مرید صادق کو پہلے قدم ہی میں جو کچھ خود رکھتے ہیں حوصلہ کے مطابق عطا کر دیتے ہیں اور ربط حبی کے تعلق کی بنا پر التفات وانعکاس سے اس کی تربیت کرتے ہیں ایک قادری دوست بھی فرماتے ہیں کہ اللہ کی طرف جانے والے راستوں میں سے سب سے زیادہ قریب طریقہ نقشبندیہ ہے کہ یہ عالم امر سے شروع کرتے ہیں توجہ فرمایئے ان بزرگوں کی ایک نظر سو چلوں کا کام کرتی ہے اس کی نظر پاک امراض قلبیہ کو شفا بخشتی ہے ان بزرگوں کے لئے ذاتی تجلی دائمی طور پر نصیب ہوتی ہے جبکہ دیگر بزرگوں کے لئے ذاتی تجلی بجلی کی طرح نصیب ہوتی ہے کہ رونما ہوئی اور پوشیدہ ہو گئی نقشبندی شیوخ ابتدا ہی میں اپنے مریدوں کو نہایت کے مقام کی دولت کی چاشنی کا نمک عطا کر دیتے ہیں۔ نیز اس سلسلے کا دارومدار تصور شیخ پر جسے ملا خود گم ہوا گم ہوا بقا پائی بقا پائی مقصود حاصل ہوا آیئے طبع آزمائی فرمایئے اور سلسلہ عالیہ نقشبدیہ اختیار فرمایئے القصہ نقشبندی بزرگ عجب سپہ سالار ہیں جو اپنے مرید کو از راہ پنہاں منزل مقصود پر پہنچا دیتے اور رہاں یہ سلسلہ عالیہ علماء کو اس لئے پسند ہے کہ اس میں شریعت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا اس پر اللہ پاک کا شکر ہے۔

حضور ؐ فرماتے ہیں کہ شیطان انسان کے دل سے لپٹا رہتا ہے اگر دل ذاکر

ہو تو وہ اس سے الگ ہو جاتا ہے ہاں اگر دل غافل ہو جائے تو دل میں اندھیرا ہو جاتا ہے اور شیطان اس میں داخل ہو جاتا ہے ہاں چور اندھیرے ہی میں چھپتا ہے پس خوف خدا چاہیے کہ اس سے رضاء حق حاصل ہوتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ سے وہی ڈرتے ہیں جو عالم ہیں اگر تو نہیں ڈرتا تو تو جاہل ہے اور یہ لقب حضرت انسان کو زیب نہیں دیتا ڈر اتمام نعمت کا سبب ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے مجھ سے ڈرو کہ میں تم پر اتمام نعمت کر دوں ڈر کی انتہا میں کسی نے یوں کہا ہے کہ۔

حزن میرا حسن تیرا دونوں ہی لا انتہا
ایک ہی منزل پہ گویا حق نے ان کو کر دیا

ارشاد حضورؐ ہے کہ ایمان خوف و امید کے درمیان ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خوف مذکر ہے اور امید مونث ان دونوں کے ملنے سے ایماں پیدا ہوتا ہے۔ جس کو کسی کا عشق قتل کردے تو اس کا فدیہ یہ ہے کہ محبوب اسے اپنا ہم نشین بنالیتا ہے یاد رکھئے عاشق کا اپنی صفات ترک کر کے محبوب کی صفات اپنا لینا ہی محبت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے میں جس سے محبت کرتا ہوں تو اس کی میں سماعت اور بینائی بن جاتا ہوں۔ اس طرح بندہ کا وجود غائب ہو جاتا ہے صاحب عوارف یعنی شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ تمہاری ہستی بذات خود ایک ایسا گناہ ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے دوسرے گناہ کا خیال کرنا عبث ہے ہستی سے مراد دوئی کا تصور ہے وہ آنکھ اور کان بنا تو دوئی ختم مگر کسی کا ہو کر اے دوست فکر فرمائیے کسی صاحب دل سے دل لگائیے اور ضیاء قلب حاصل فرمائیے دل جتنا منور ہو گا کلام بھی ویسی نورانی ہو گی اور جب

آپکا دل فانی ہو کر بقا پائے گا تو آپ صاحب معرفت ہونگے۔

مجاہد وہ آدمی ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اور یہ جہاد اکبر ہے اس راہ کا شہید بھی شہید اکبر ہی ہو گا خدا کے ساتھ رکنے کا نام صبر ہے اور یہ عطائے الٰہی ہے کون ہے جو دعویٰ صبر اپنی طرف سے کرے۔ حضرت رویم فرماتے ہیں کہ نفس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کرنے کا نام تصوف ہے۔ فقیر وہ ہے جو اللہ پاک کے ساتھ غنی ہو اور دوسرں کی پرواہ نہ کرے صوفی وہ ہے جو نہ ہو نہ ہونا علامت بقاء عرفان ہے جب کوئی اپنے محبوب کے ساتھ خلوت نشین ہو تو اسے برا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غیر اس سے آگاہ ہو حضرت جناب بلھے صاحب فرماتے ہیں۔

چل بلھیا اوتھے چلیئے جتھے ہوون سارے انھے
نہ کوئی ساڈی قدر پچھانے تے نائہہ کوئی سانو منیں

پس درویش کیلئے اپنا حال صیغہ راز میں رکھنا افضل ہے کیونکہ حسن ظاہر ہوتا ہے اور عشق پوشیدہ۔

صاحب عوارف فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے بعض اژدہوں کو یہ خاصیت عطا فرمائی ہے کہ اگر وہ کسی انسان کو نظر بھر کر دیکھیں تو انسان ہلاک ہو جاتا ہے جانوروں کی ایک نظر جب ہلاک کر سکتی ہے تو کیا انسان (مرد کامل) کی ایک نظر کایا نہیں پلٹ سکتی۔ کیا شیخ کامل کی نظر نفس کو ہلاک نہیں کر سکتی ہے کسی نے خوب کہا ہے کہ۔

ناوک انداز جدھر دیدہ جاناں ہونگے
نیم بسمل کئی اور کئی بے جاں ہونگے

ایسانہ سوچئے کہ عمر غفلت میں گزر گئی اب کیا ہو سکتا ہے جیسے۔

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری عمر میں کیاخاک مسلمان ہونگے

ایک عالم نے دوران تقریر فرمایا کہ سن لو اگر بری نظر بھی لگ سکتی ہے تو اچھی نظر بھی لگ سکتی ہے عقل کی غلامی چھوڑیئے بیماری دل کا علاج روحانی طبیب سے کروائیے ملاحظہ فرمائیے۔علامہ اقبال صاحب فرماتے ہیں کہ۔

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ نہیں

مزید برآں:۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کسی نظر کاانتخاب فرمائیے اور گوہر مراد حاصل کیجیئے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ جس شخص کی پیدائش دو مرتبہ نہیں ہوتی آسمان کے مقام ملکوت میں وہ شخص داخل نہیں ہوتا ہے اور ہاں تجھے تو لاہوت جانا ہے (پہلی پیدائش والدہ سے دوسری پیدائش شیخ اکمل کی نظر سے عبارت ہے) میدان طریقت میں قدم رکھ کر میرے شیخ حضرت میاں بشیر احمد فرماتے ہیں کہ سالک کو سفر کرنا چاہیے کہ پانی جو صاف ہو ایک جگہ کھڑا رہنے سے سڑ جاتا ہے کسی دوسرے صاحب نے فرمایا کہ سمندر بن جاؤ جو کہ ایک جگہ رہتا ہے اور اس کا پانی متغیر بھی نہیں ہوتا یہ بھی درست ہے مگر سمندر بھی ساکن کب ہوتا ہے اس میں بھی مدوجذر ہوتا ہے وہ بھی سیر در وطن کرتا ہے اور ہاں

سورج ڈب دا ڈب دا ڈب جاندا پر کوئی کرن تاریاں تے سٹ جاندا

سمندر دے وچ جدوں کوئی چھل آوے کوئی گوہر کناریاں تے سٹ جاندا

پس تعلق شیخ صحبت شیخ مراد گوہر کے حصول کے لئے از حد ضروری ہے فکر فرمایئے استفادہ فرمایئے اور توفیق ذات کریم ہی دینے والی ہے۔

سماع اہل دل لوگوں نے فرمایا ہے کہ سماع اس آدمی کے لئے جائز ہے جس کا دل زندہ ہو اور نفس فانی ہو اس پر یہ دلیل کافی ہے جو رب پاک نے حضور پاکؐ سے ارشاد فرمایا کہ انک لا تسمع الموتی تحقیق آپ مُردوں کو نہیں سناتے جس کا نفس زندہ ہو اسے چاہیے کہ شریعت پر عمل کرے کہ یہ نفس کشی کے لئے ہی وارد ہوئی ہے۔ شریعت کا نبھانا ہر مقام پر فرض ہے خواہ طریقت حقیقت ہو یا مقام معرفت اگر صوفی ہی اتباع شریعت نہ کرے گا اور کون کرے گا جبکہ اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ اے محمد میں آپ کی شریعت کو قیامت تک زندہ رکھوں گا نبی پاکؐ نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنی امت میں سے زبان کا ڈر ہے کہ یہ شریعت کی مخالفت میں کھولے گی۔ یہ کب نہیں ہو رہا اہل طریقت فاتبعونی یحببکم اللہ کی طرف غور فرمایئے یعنی حضورؐ نے فرمایا میری اتباع کرو پھر کیا ہو گا کہ وہ تم سے محبت کرے گا (یعنی اللہ پاک) کون ہے۔ جو اس سے محبت کرنا نہیں چاہتا مگر اتباع حضورؐ یعنی شریعت پر عمل شرط ہے۔

اور چند احادیث۔

احادیث مبارکہ

۱۔ مومن کا دل خدا رحمٰن کی دو انگلیوں میں ہے اسے جیسے چاہتا ہے پھیرتا ہے۔

۲۔ میری وسعت نہیں رکھتے نہ میری زمین اور نہ میرا آسمان بلکہ میری وسعت میرے بندہ مومن کا دل رکھتا ہے۔

۳۔ یعنی دنیا و آخرت دو سوکنوں کی طرح ہیں اگر ایک راضی ہوتی ہے تو دوسری ناراض ہوتی ہے۔

۴۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم یہ کام کرلیں گے یعنی آج کا کام کل پر ڈالنے والے۔

۵۔ تمہارے دین کا دارومدار تقویٰ یعنی پرہیزگاری پر ہے۔

۶۔ یعنی فرقوں میں سے ایک فریقہ نجات پائے گا وہ ہے جو اس طریقہ پر قائم ہے جس پر میں ہوں اور صحابہؓ

۷۔ نماز دین کا ستون ہے تو جس نے اسے قائم کیا اس نے اپنے دین کو قائم کرلیا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے دین کی عمارت کو گرا لیا۔

۸۔ نماز مومن کی معراج ہے۔

۹۔ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں میزان میں بھاری ہیں خدائے رحمان کے پیارے ہیں سبحان الله وبحمده سبحان الله

العظیم۔

۱۰۔ اور نرمی کے بارے میں چند احادیث مبارکہ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے۔ نرمی کو دوست رکھتا ہے اور نرمی کرنے پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی کرنے پر عطا نہیں کرتا اور نہ نرمی کے ماسوا کسی اور چیز پر عطا کرتا ہے۔

۱۱۔ جو کوئی لطف و نرمی کی اچھی عادت سے محروم ہے وہ نیکی سے محروم ہے۔

۱۲۔ تم سب میں سے مجھے زیادہ محبوب وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے۔

۱۳۔ جسے لطف و نرمی سے حصہ عطا کیا گیا اسے دنیا و آخرت کی نیکی میں سے حصہ عطا کیا گیا۔

۱۴۔ حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت کی چیز ہے اور بیہودہ گوئی برائی سے ہے اور برائی دوزخ میں لے جانے والی چیز ہے۔

۱۵۔ بے شک اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے حد سے بڑھنے والے بیہودہ گو کو۔

۱۶۔ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون آتش دوزخ پر حرام ہے اور کس پر آتش دوزخ حرام ہر آسان روی اختیار کرنے والے نرم طبع لوگوں سے نزدیک نرم خو آدمی پر۔

۱۷۔ مومن نرم طبع اور مطیع فرمان ہوتے ہیں جس طرح مہار پڑا ہوا اونٹ۔ اگر اسے کھینچا جائے تو اطاعت کے لئے گردن رکھ دیتا ہے اگر کسی پتھر پر بٹھا دیا جائے تو بیٹھ جاتا ہے۔

۱۸۔ جو شخص اپنا غصہ پی گیا حالانکہ وہ اسے جاری کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام لوگوں کے سامنے اسے بلائے گا یہاں تک کہ وہ جو حور منتخب کرنی چاہے گا اللہ کی طرف سے اسے اختیار ہو گا۔

۱۹۔ ایک شخص نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے وصیت کی درخواست کی آپ ؐ نے فرمایا غصہ نہ کرنا اس نے بار بار وصیت کی درخواست کی آپ ؐ نے ہر بار اسے یہی فرمایا غصہ نہ کیا کر۔

۲۰۔ کیا میں تمھیں بہشت میں جانے والے لوگ بتاؤں وہ ایسا ہر شخص ہے جسے لوگ کمزور یا حقیر جانیں لیکن اگر وہ حق تعالیٰ پر کسی کام کی قسم کھائے تو اللہ اس کی قسم پوری کرے۔ کیا میں دوزخ میں جانے والوں کو خبر نہ دوں وہ ہر ایسا شخص ہے جو تلخ مزاج سخت گو جھگڑالو اور تکبر کرنے والا ہے۔

۲۱۔ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے ایسا کرنے سے اگر غصہ ختم ہو جائے تو فبھا ورنہ لیٹ جائے۔

۲۲۔ بیشک غصہ ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے جس طرح ایلو اشہد کو تباہ کرتا ہے۔

۲۳۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ پاک اسے رفعت و بلندی عطا کرتا ہے۔ وہ اپنی ذات کو حقیر جانتا ہے۔ مگر لوگوں کی نظروں میں وہ بزرگ ہوتا ہے۔ اور جو متکبر بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نیچا کرتا ہے۔ تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے۔

لیکن خود اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے۔ایسا شخص لوگوں کی نظروں میں کتے اور خنزیر سے بھی حقیر اور خوار ہوتا ہے۔(بیہقی شریف)

۲۴۔ حضرت موسیٰ بن عمران ؑ نے عرض کیا اے رب تیرے نزدیک تیرے بندوں میں زیادہ باعزت کون ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو قدرت رکھنے کے باوجود بخش دے۔(بیہقی شریف)

۲۵۔ ارشاد حضور ؐ ہے جو شخص اپنی زبان کی نگہداشت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب پوشیدہ رکھے گا جو اپنے غصہ کو روکے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے عذاب کو روکے گا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عذر خواہی کرے گا اللہ پاک اس کا عذر قبول فرمائے گا۔(بیہقی شریف)

۲۶۔ جس شخص پر اس کے مومن بھائی کا کوئی حق ہو یعنی ظلما اس سے کوئی چیز لی ہو چاہیے اس سے آج ہی معاف کرالے اس سے پہلے کہ اس کے پاس نہ دینار رہے نہ درہم اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں گی تو وہ اس سے باندازہ ظلم لے لی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔(بخاری شریف)

۲۷۔ ارشاد حضور ؐ ہے:۔جانتے ہو مفلس اور تنگ دست کون ہے لوگوں نے عرض کیا مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس درہم اور سامان نہ ہو آپ ؐ نے فرمایا میری امت میں سے بڑا مفلس اور تنگدست وہ شخص ہے جو قیامت کے روز نماز روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ بارگاہ

الٰہی میں حاضر ہو گا لیکن اس کے ساتھ اس نے کسی کو گالی دی ہو گی کسی پر تہمت لگائی ہو گی کسی کا مال کھایا ہو گا کسی کو قتل کیا ہو گا اور کسی کو مارا پیٹا ہو گا تو حقدار کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی پھر اس کی نیکیاں اس کے ذمے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہو جائیں گی تو اہل حقوق کے گناہ اس پر ڈال دئے جائیں گے اور پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔(مسلم شریف)

۲۸۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ یعنی یہ لوگ (اولیاء اللہ تعالیٰ) اللہ کے ہم نشین ہیں انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور انہی کی برکت سی رزق ملتا ہے۔(بخاری شریف)

۲۹۔ ارشاد حضورؐ ہے یعنی یہ لوگ (اولیاء کرام) ایسی قوم ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا۔(بخاری و مسلم شریف)

۳۰۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ جو کوئی کسی غنی کی اس کی دولت کی وجہ سے تواضع کرتا ہے اس کا دو حصے دین ضائع ہو جاتا ہے۔

۳۱۔ ارشاد حضورؐ ہے:۔ اللہ تعالیٰ کے بندے سے اعراض کی یہ علامت ہے کہ بندہ لایعنی کاموں میں مشغول و مصروف ہو جائے اس حدیث کو امام ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۳۲۔ حدیث شریف:۔ جو شخص نیا طریقہ جاری کرے تو اس کو جاری کرنے اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے سب کا اسے ثواب ملے گا۔(صفحہ 432 مکتوب شریف کتاب مشتمل بریک جلد)

۳۳۔ حدیث قدسی:۔ جو میری رضا پر راضی نہیں ہوتا اور میری بلا

پر صبر نہیں کرتا اس کو چاہیے کہ میرے سوا کسی اور کو خدا بنالے اور میرے آسمان کے نیچے سے نکل جائے

۳۴۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو گا وہ جنت میں جائے گا۔ (مشکوہ شریف)

۳۵۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ دعا ہی عبادت ہے پھر یہ آیت تلاوت کی کہ تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمھاری دعا قبول کروں گا دوسری حدیث میں ارشاد حضور ہے دعا عبادت کا مغز ہے۔ (مشکوۃ شریف)

۳۶۔ حضرت جنابؐ نے فرمایا جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو کچھ چر لیا کرو لوگوں نے پوچھا جنت کی کیاریاں کیا ہیں فرمایا ذکر کے حلقے (مشکوۃ شریف)

۳۷۔ ارشاد حضور ہے ایسی کوئی بات یا جماعت نہیں جو کسی مجلس سے بغیر اللہ کا ذکر کیئے اٹھ جائے مگر وہ مردہ گدھے کی مثل اٹھتے ہیں اور یہ ان پر حسرت ہوتی ہے۔ (مشکوۃ شریف)

۳۸۔ ارشاد حضورؐ ہے نہیں بیٹھی کوئی قوم کسی مجلس میں نہ تو اللہ پاک کا ذکر کرے اور نہ اپنے نبیؐ درود پڑھے مگر یہ مجلس ان پر حسرت ہو گی رب پاک چاہے انھیں اس پر عذاب دے اور اگر چاہے بخش دے۔ (مشکوۃ شریف)

۳۹۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے دل کے ساتھ چمٹا رہتا ہے جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور جب

انسان غافل ہو جاتا ہے تو وسوسے ڈالتا ہے۔(مشکوٰۃ شریف)

۴۰۔ ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں اپنی بندے کے ساتھ رہتا ہوں کہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں۔(بخاری)

۴۱۔ ارشاد حضورؐ ہے اے لوگو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو دیکھو میں دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔(مسلم شریف)

۴۲۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ بندہ جب اقرار گناہ کرلیتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔(مسلم بخاری)

۴۳۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ جو سورج کے مغرب کے نکلنے سے پہلے توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔(مسلم)

۴۴۔ ارشاد حضورؐ ہے جو استغفار کو اپنے اوپر لازم کرلے تو اللہ پاک اس کے لئے چھٹکارا اور ہر غم سے نجات دے گا اور وہاں سے اسے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔(احمد ابو داؤد ابن ماجہ)

۴۵۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کے درجے بلند فرماتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے الٰہی مجھے یہ بلندی درجہ کہاں سے ملی رب پاک نے فرمایا تیرے بچے کے تیرے لئے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔(احمد)

۴۶۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا گناہ تھا ہی نہیں۔(ابن ماجہ بیہقی)

۴۷۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ تم میں سے کسی کو اس کا عمل نہ تو جنت میں پہنچا سکے گا نہ آگ سے بچا سکے گا اور نہ مجھے مگر اللہ کی رحمت سے۔(مسلم)

۴۸۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ مومن پیشانی کے پسینے سے مرتا ہے۔(ترمذی نسائی ابن ماجہ)

۴۹۔ ارشاد حضورؐ ہے جو شخص کسی برائی میں حاضر ہو پس راضی ہو اس سے تو گویا اس نے برائی کی۔

۵۰۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ اختیار کرو اللہ کے اخلاق۔(یعنی وہ رحیم ہے تم بھی بندوں پر رحم کرو وغیرہ)

۵۱۔ ارشاد حضورؐ ہے کہ میرے پاس جبرائیل کبھی نہیں آئے مگر اس صورت میں کہ خوف خدائے جبار سے کانپتے تھے ارشاد فرمایا خدا پاک سے مل فقیر ہو کر اور نہ مل غنی ہو کر ارشاد فرمایا بہتر اس امت کے فقیر ہیں (بھیک مانگنے والے نہیں) اور جنت میں جلد تر لوٹ لگانے والے امت کے ضعیف لوگ ہیں ارشاد فرمایا میں جھانکا تو (جنت میں) اکثر ان لوگوں کو فقیر دیکھا اور دوزخ میں جھانکا تو اس کے لوگ غنی اور عورتیں نظر آئیں۔پس احباب راہ فقر اختیار فرمائے کہ حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے الفقروفخری والفقر منی یعنی فقر پر ہمیں فخر ہے اور فقر یعنی فقیری ہم میں سے ہے جس کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وسیلہؒ جسے وابتغو الیہ الوسیلہ فرمایا گیا ہے کو اختیار فرماؤ یعنی شیخ اکمل ڈھونڈو پھر اس کی

اتباع کرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ کسی نے خوب فرمایا ہے کہ:۔

پیر نگر کو جا کے نبی نگر کو جا
نبی نگر کو جاکے یار کا درشن پا

اور ڈاکٹر علامہ اقبال یوں فرماتے ہیں۔

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

کرامات اولیاء

ا۔ العلم حجاب الاکبر ایک دفعہ حضرت امام ابو حنیفہ کی نظر سے حدیث شریف العلم حجاب الاکبر گزری آپ کو تردد ہوا۔ حضرت جناب امام جعفر صادقؒ جو کہ آپ کے شیخ تھے کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں جاکر طہارت گاہ میں کچی انیٹوں (وٹوانیوں) کا انتظام اپنے ذمے لیا۔ آپ کے علاقہ سے ایک آدمی یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے آیا کہ پیشاب کی ناپاکی زیادہ ہے یا منی سی کپڑوں کا ناپاک ہونا حضرت امام ابو حنیفہ نے سائل کو ایک طرف کر کے مسئلہ سمجھا دیا تو سائل کی تسلی ہو گئی۔ سائل سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنا مسئلہ دوبارہ نہیں پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ مجھے وہ مسئلہ سمجھا دیا گیا ہے۔ آپ نے پوچھا تمہیں یہ مسئلہ کس نے سمجھایا عرض کیا فلاں نے انھیں حضرت امام جعفر صادق کے حضور بلایا گیا تو وہ امام ابو حنیفہ تھے آپ نے فرمایا کہ لوگ دور دراز سے مسئلہ دریافت کرنے یہاں آتے ہیں تم اپنے علاقہ میں جاؤ۔ آپ نے عرض کیا کہ ایک حدیث نظر سے گزری تھی وہ دریافت کرنے

آیا ہوں حدیث عرض کی تو حضرت امام جعفر صادق صاحبؒ نے امام ابو حنیفہ کو سینے سے لگایا اور معاملہ درست فرما دیا یعنی بغیر الفاظ کے مطلب حدیث سمجھا دیا۔ واقعی عالم اگر تکبر علم رکھے تو یہ اس کے اوپر حجاب بن جاتا ہے آپ نے معنوی لحاظ سے وہ پردہ دور فرما دیا۔

۲۔ لج پالی ایک دفعہ ایک عالم کسی شیخ کا مرید ہوا۔ مرید نے رات کو خواب میں دیکھا کہ منہ سے آگ نکل رہی ہے شیخ سے آکر ماجرہ عرض کیا تو شیخ صاحب نے فرمایا یہ تمھارا علم ہے اس نے کہا کہ یہ تو میں نے بڑی مشکل سے حاصل کیا ہے فرمایا تمھیں صاف ہو کر مل جائے گا مرید نے کہا مجھے یہ منظور نہیں اور وہاں سے یہ کہہ کر چل دیا کہ مرید ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے فرمایا موت کے وقت شیخ کی ضرورت پڑتی ہے عالم مرید نے کہا میرے پاس توحید پر 360جوابات موجود ہیں۔ القصہ اس کی موت کا وقت آگیا شیطان آیا اور اس نے توحید پر سوالات کئے اس نے360سوالات کا جواب دیا مگر شیطان ہر جواب کاٹ دیتا یاد رکھئے اسے بہت زیادہ علم ہے۔ دریں اثنا اس کے شیخ نے فراست سے بھانپ کر دربار میں حاضر مریدوں ۔سے فرمایا کہ آج وہ مولوی پھنسا ہوا ہے تو مریدوں نے عرض کیا جناب آپ کے در اقدس پر وہ ایک بار تو آیا تھا کرم فرمائیے آپ نے پانی کا چلّو لیا چھینٹا مارا اور فرمایا اے فلاں شیطان سے کہہ دو کہ نبی پاکؐ نے فرمایا ہے کہ رب پاک ایک ہے ہم بلا دلیل رب پاک کو ایک جانتے ہیں اس جواب کو شیطان رد نہ کر سکا تو اس نے آخری سانس لی اور ایمان کی دولت کے ساتھ اس جہاں سے انتقال کر گیا۔ سچ ہے

دوست وہ ہے جو آڑے وقت میں کام آئے اور کسی نے خوب ہی کہا ہے کہ:۔

لج پال پریت نوں توڑ دے نئیں
جھدی بانہہ پھڑ لین اوہنوں چھوڑ دے نئیں

(۳) حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کی ایک مریدہ تھی وہ بادشاہ کی ملازمہ تھی۔ان کی مریدہ ہونے کی وجہ سے اس کا خاص احترام تھادوسری لونڈیاں یہ دیکھ کر جلتی تھیں۔انھوں نے بادشاہ کا زیور چرا کراس مریدہ کے صندرقچہ میں رکھ دیااور اسے چوری کے الزام میں گرفتار کروادیا۔بادشاہ نے ناراض ہو کر اسے سزادی کہ اسے فلاں مینار پر چڑھا کراوپر سے نیچے پھینک دیا جائے۔پس اس پر عمل کیاگیاجونہی اسے مینار سے نیچے گرایاتواس نے اپنے شیخ کویاد کیا شیخ صاحب تشریف لائے اور اسے زمین پر نہ گرنے دیا اپنے ہاتھوں سے دبوچ لیا مریدہ نے عرض کی جناب آپ کہاں سے آئے تو آپ نے جواباً فرمایا

تو از منارہ آمدہ ای
من از بخارہ آمدہ ام

یعنی تو منارہ سے آئی میں بخارہ سے۔یہاں مولوی روم صاحب کیا خوب فرما گئے کہ اولیاء راہست قدرت ازالہ یعنی اللہ پاک کی طرف سے اولیا کو قدرت حاصل ہوتی ہے۔

(۴) حضرت مولوی غلام رسول صاحب کے پڑوس میں ہندو رہتے تھے۔ایک دن وہ بہو بیاہ کر لائے اسے لڈوؤں کا طباق بھر کردیا کہ ٹھاکر یعنی بت کے پاس لے جانذر کے طور پر۔وہ بہو طباق بھرا ٹھاکر کے پاس لے گئی

مولوی صاحب بھی اپنی چھت پر پیشاب کی غرض سے گئے لڑکی کو طباق لئے
کھڑے دیکھ کر بت کو فرمایا ارے لڈو کیوں نہیں کھاتے وہ سارے لڈو کھا گیا
لڑکی خالی طباق لیکر نیچے آئی تو اہل خانہ نے کہا کہ لڈو کہاں ہیں وہ بولی ٹھاکر
کھا گیا۔ اہل خانہ برہم ہوئے بھلا ٹھاکر بھی لڈو کھاتے ہیں۔ وہ بولی یہ لڑکی کسی
کو لڈو دے آئی ہے اچھی نہیں اسے چھوڑ دو چند داناؤں نے کہا ایسے نہیں
اسے لڈو دوبارہ دو تاکہ یہ ٹھاکر کے پاس لے جائے اور خود نگرانی کرو۔ ایسا ہی
کیا وہ لڈو لے کر جا رہی تھی اور دل میں خیال کر رہی تھی خدایا اب کیا بنے گا
وہ سننے والا اور مدد فرمانے والا ہے ادھر مولوی صاحب کو پیشاب زیادہ آنے
کی مرض تھی وہ بھی چھت پر دوبارہ آئے پیشاب کی غرض سے دیکھا کہ لڑکی
پھر لڈو لئے کھڑی ہے آپ نے ٹھاکر سے فرمایا بدبخت کھاتے کیوں نہیں کھاتے
ہو وہ دوبارہ کھا گیا ہندوؤں نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ یہ مولوی صاحب کی
کرامت ہے لڑکی سچی ہے یہ دیکھ کر سب مسلمان ہو گئے رب پاک نے لڑکی
مذکورہ کی مدد مولوی صاحب کی وساطت سے فرمائی تو داتا صاحب نے خوب ہی
تو فرمایا ہے ہماری زندگی رب پاک کا فضل ہے۔

(۵) ایک دفعہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب حجامت بنوا رہے تھے کہ
حجام نے لڑکوں کو کھیلتے دیکھ کر سرد آہ بھری مولوی صاحب نے حجامت روک
کر فرمایا کہو کیا ماجرا ہے اس نے کہا میرا چھوٹا بیٹا گم ہو گیا ہے میں نے دل میں
خیال کیا کہ اگر وہ آج گھر ہوتا وہ بھی لڑکوں کے ساتھ کھیلتا۔ حضرت صاحب
نے فرمایا مجھے چھوڑ دو آپ طہارت گاہ میں پیشاب کی غرض سے گئے بذریعہ
کرامت بچے کو واپس لے آئے اور خود دوبارہ حجامت بنوانے بیٹھ گئے بچہ جو

حجام کے پاس آیا اس نے پوچھا کہ تمہیں کون لایا ہے بچے نے جواب دیا یہ بابا یعنی مولوی صاحب آپ نے لوگوں سے فرمایا بھائی ہم تو طہارت گاہ میں پیشاب کی غرض سے گئے تھے اور اب یہاں حجامت بنوا رہے ہیں اپنی کرامت کو چھپالیا بلھے شاہ صاحب اس مقام پر یوں لب کشائی فرماتے ہیں۔

چل بلھیا اوتھے چلیئے جتھے ہوون سارے انھے
نانہہ کوئی ساڈی قدر پچھانے نانہہ کوئی سانوں منھے

یہ لوگ واہ واہ کے قائل نہیں ہوتے یہ چھپ کر گزر کو پسند فرماتے ہیں۔

٦۔ تقدیر الٰہی ایک دفعہ ایک بادشاہ کی انگلی پر زخم ہو گیا وزیر کو پتا چلا تو اس نے کہا اچھا ہوا۔ بادشاہ ناراض ہوا اور اسے قید میں ڈال دیا قید کی سزا سن کر وزیر نے کہا اچھا ہوا۔ ایک دن وہ بادشاہ شکار کے لئے جنگل کو گیا راستہ بھول کر کسی دوسری بادشاہی میں چلا گیا دوسری بادشاہی کے اہلکاورں کو قربانی کے لئے ایک آدمی کی تلاش تھی انھوں نے اس بادشاہ کو پکڑ لیا کہ اس کو قربان کر دیا جائے۔ پکڑ کر اہلکار دیکھنے لگے کہ اس کے جسم پر کوئی زخم کا نشان تو نہیں دیکھا تو انگلی زخمی نکلی اہلکاروں نے یہ دیکھ کر رہا کر دیا وہ خوش ہوا اور دل میں کہا کہ وزیر نے سچ ہی کہا تھا۔ اپنی بادشاہی میں آیا وزیر کو قید سے نکلوا کر فرمایا بھئی تمہاری وہ بات تو سچ نکلی مگر مجھے اس بات کا پتہ نہیں چلتا جو تو نے قید ہو کر کیا اچھا ہوا وزیر نے کہا بادشاہ سلامت شکار میں مین نے آپ کے ساتھ ہونا تھا اور میں بے داغ تھا لوگوں نے آپکو تو زخمی دیکھ کر چھوڑ دیا میری قربانی ہو جانی تھی بادشاہ خوش ہوا سچ ہے تقدیر الٰہی اس کی فراست ہوتی ہے اور بندہ کے

حق میں درست ہی ہوتی ہے۔

۷۔ نماز ایک عارف کی موت کا وقت آیا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے تو عارف نے کہا اے عزرائیل تو نے جو کام کرنا ہے وہ فوت نہیں ہو گا مگر میری نماز کا وقت ہے اگر تو نے میری جان قبض کرلی تو نماز فوت ہو جائے گی میری التجا ہے کہ مجھے نماز ادا کر لینے دو پھر میری جان قبض کر لینا۔ عزرائیل مان گئے عارف نے نماز ادا فرمائی تو عزرائیل نے اپنا کام کیا یعنی بعد میں عارف کی روح قبض کرلی۔ دیکھیے ان کے نزدیک نماز کی کتنی قدر تھی کسی نے خوب فرمایا ہے کہ:۔

روز محشر چون جان گداز بود

اولیں پرسش نماز بود

یعنی روز محشر جب جاں پر بنی ہو گی سب سے پہلے نماز کی پوچھ گچھ ہو گی اور آج۔۔۔۔۔

(۸) حضرت سری سقطی کی زندگی میں آپ کے بھانجے اور مرید جناب جنید بغدادی سے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کلام فرمایئے تاکہ ہمارے دلوں کو مسرت ہو آپ نے فرمایا میں اپنے شیخ کی زندگی میں کلام نہ کروں گا۔ آپ یعنی جنید بغدادی سو رہے تھے خواب میں نبی پاکؐ کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا جنید لوگوں کو نصیحت کی باتیں کہو کہ حق تعالیٰ نے آپ کے کلام کو ایک جہاں کی نجات کا سبب بنا دیا ہے آپ جب بیدار ہوئے تو سوچا میرا درجہ اپنے شیخ سے زیادہ ہو گیا ہے جو آنحضورؐ نے مجھے حکم وعظ فرمایا۔ صبح ہوئی تو جناب

سری سقطی کے پاس جنید آئے اور آپ نے فرمایا کہ اب تو وعظ کہو گے۔ آپ نے عرض کیا اے شیخ آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں اب وعظ کہوں گا فرمایا مجھے رات رب پاک ملے تھے اس نے فرمایا تھا کہ میں اپنے نبیؐ سے فرمایا ہے کہ جنید کو کہو کہ وعظ کیا کرو حضرت جنید کی بھول نکل گئی اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ وہ میرے حال سے باخبر ہیں اور انہی کا درجہ مجھ سے زیادہ ہے۔ مرید کا درجہ اگرچہ شیخ سے بڑھ جائے تاہم مرید ہے اور شیخ افضل ہیں۔

۹۔ قدر دانی کہتے ہیں ابو حفص ایک لونڈی پر عاشق ہو گئے۔ کسی نے کہا کہ فلاں یہودی جادوگر تمہاری کامیابی کا چارہ کرے گا۔ آپ اس کے پاس گئے اس نے کہا کہ چالیس دن کوئی نیک کام نہ کر آپ نے اس پر عمل شروع کر دیا مگر چالیس دن کے دوران ایک دن ایک پتھر راہ سے ہٹا دیا۔ چالیس دن کے بعد وہ جادوگر کے پاس گئے اس نے عمل کیا مگر کام میں رکاوٹ دیکھ کر کہا کہ تم نے کوئی نیک کام کیا ہے تو آپ نے پتھر ہٹانے کا معاملہ بیان کیا۔ جادوگر نے کہا اے ابو حفص جس رب نے تیرا یہ معمولی سا نیک کام رائیگاں نہیں جانے دیا اسے ناراض نہ کر جادوگر نے خود بھی توبہ کی اور مسلمان ہو گیا اور حضرت ابو حفص نے بھی توبہ کر لی اور حضرت عبداللہ بادریؒ کے مرید ہو کر اس میدان میں نام پیدا کیا۔

۱۰۔ پوچھ گچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فانکم مسئولون عن رعیتکم یعنی تم اپنی رعیت کے متعلق میں پوچھے جاؤ گے بادشاہ اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا اور حاکم خانہ اپنی رعیت کے بارے

میں پوچھا جائے گا اگر گھر میں ایک ہی فرد ہو تو وہ بھی پوچھا جائے گا اس کی رعیت اسکے ہاتھ پاؤں کان آنکھ اور زبان ہیں پس ہمیں ہر مقام پر محتاط رہنا چاہے اپنا محاسبہ خود ہر لمحہ کرنا چاہیے۔

۱۱۔ رحمت حق ایک دفعہ شرابی شراب کے نشے میں دھت بے ہوش پڑا تھا۔ حضرت ذوالنون مصری نے دریا یا نہر کے کنارے ایک مینڈک کو دیکھا جس نے اپنی پیٹھ پر بچھو سوار کر کے دوسرے کنارے چھوڑا انھوں نے خیال کیا کہ دیکھیں کیا معاملہ ہے وہ بچھو بھاگ کر اس آدمی کے (شرابی) کے پاس گیا وہاں ایک سانپ کھڑا تھا جو قریب تھا اس کو ڈس لے بچھو نے سانپ کو ڈسا۔ سانپ مر گیا تو حضرت ذوالنون مصری سے عرض کی خدایا بات کی سمجھ نہیں آرہی اس آدمی کے پاس سے شراب کی بو آرہی ہے اور حفاظت یوں ہو رہی ہے رب پاک نے فرمایا اے ذوالنون نیک تو میرے ہی ہیں یہ برے کہاں جائیں پس ایسے خدا کی دل آزاری نہ کرنی چاہیے بلکہ نیک اعمال کے ذریعے اسے راضی کرنا چاہیے جب وہ شرابی بیدار ہوا تو اس نے ذوالنون مصری کو اپنے پاس کھڑے دیکھا تو شرمسار ہوا اور شراب نوشی سے یہ معاملہ دیکھ کر توبہ کرلی۔

۱۲۔ بصیرت و ہمت میرے دادا پیر صاحب ؒ کا ایک مرید تھا راجہ اس کا نام تھا وہ بیرون ملک تھا اس کے ماں باپ دونوں اسکی عدم موجودگی میں فوت ہو گئے۔ راجہ صاحب سے ان کے شیخ نے فرمایا راجہ آ تجھے قبر میں تیرے ماں باپ کا حال دکھلائیں وہ ہنس مکھ انسان تھا کہنے لگا کوئی نئی قبر دیکھ کر فرما دو گے

یہ تمہارے امی ابا کی قبر ہے خیر آپ اسے والدین کی قبر پر لا کر سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ان کا حال دیکھو دونوں کیچڑ میں لت پت تھے وہ گھبرایا سرکار آپ میرے پیر ہیں یہ میرے ماں باپ ہیں آپ نے دعا خیر فرمادی فرشتے آئے انھیں وہاں سے نکالا اور نہلایا دھلایا حالت بدل گئی۔ رات کو خواب میں راجہ کو والدین ملے دونوں اونٹوں پر سوار یہ دعا دیتے جا رہے تھے کہ راجہ رب پاک تیرا دونوں جہاں میں بھلا فرمائیں۔ پوچھا کہاں جا رہے ہو تو انھوں نے کہا مدینے شریف جا رہے ہیں۔ کتنا فائدہ ہے مرید ہونے کا ہے کہ والدین کو بھی نجات مل گئی۔

۱۴۳۔ معافی ایک درویش راہ سے گزر رہا تھا کہ ایک مریض نظر سے گزرا۔ درویش کو مریض پر رحم آیا دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو آواز آئی اس کے لئے معافی نہیں ہے اس عارف نے ہاتھ چھوڑ دیئے اور عرض کی خدایا ایک عرض ہے فرمایا عرض کر تو اس عارف نے کہا میں جو اپنی راہ پر جا رہا تھا میرا دل اس کے دکھ میں کیوں گرفتار کیا فرمایا ہاں اس کے لئے بھی معافی ہے اور تیرے لئے بھی پس مریض کو نجات مل گئی۔

۱۴۴۔ انداز عرض ایک دفعہ ایک لڑکا اونٹ ریڑھی لئے جا رہا تھا بارش کی وجہ سے سڑک پر کیچڑ تھا اونٹ پھسلا تو اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی لڑکا رونے لگا۔ حضرت ابو العباس ادھر سے گزر رہے تھے۔ ان سے لڑکے کا رونا برداشت نہ ہوا انھوں نے بارگاہ خداوندی میں التماس کی کہ خدایا اگر اونٹ کی ٹانگ کو درست نہیں کرنا تو قصاب کے دل کو اس کے دکھ میں کیوں پکڑا ہے۔ بس اتنا

کہنا تھا کہ اونٹ کی ٹانگ درست ہو گئی۔اور لڑکا خوش ہو گیا۔ان لوگوں سے
ربط فرمایا کیجئے کہ یہ اسے منانا جانتے ہیں۔

۱۵۔ کارسازی بندہ کے دادا کا ایک مرید سمندری جہاز میں سفر کر رہا تھا۔
جہاز ہچکولے کھانے لگا تو مرید نے شیخ سے عرض کیا کہ میرا جہاز پار لگایئے۔شیخ
صاحب پرواز فرما کر گئے جہاز کو کنارے لگا دیا۔وہ وطن آیا تو شکرانے کیلئے در
شیخ آیا آپ دور سے اسے دیکھ کر مسکرا دیئے نزدیک آیا تو فرمانے لگے دیکھ
ہمارے کندھے کو جہاز کو سہارا دیتے رگڑ لگ گئی ہے اس نے شیخ کا شکرادا کیا
احباب یہ دنیا ایک بحر حوادثات ہے کوئی ناخدا ساتھ لینا چاہیے۔

(۱۶) ایک دفعہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ جنگل میں مصروف مجاہدہ تھے کہ
آواز آئی اے عبدالقادر میں نے تمہیں نماز معاف کی آپ نے دل میں خیال
فرمایا کہ نماز تو نبی پاک ؐ کو بھی معاف نہیں ہوئی مجھے کیسے ہو گئی یہ خیال اس کی
رحمت ہے انھوں نے فرمایا یہ وسوسہ شیطان ہے اور لا حول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم پڑھی جال شیطانی ہی تھا جو ٹوٹا تو شیطان کو آگ لگی
وہ بھاگا اور جاتے ہوئے یہ کہا کہ تم اپنے علم کی وجہ سے بچ گئے یہ اس کا دوسرا
تیر تھا حضور غوث پاک نے فرمایا نہیں اپنے رب کی مہربانی سے بچا ہوں وہ چلا
گیا اور جاتے جاتے یہ کہا کہ میں نے اس مقام پر بہت سے عارف ڈبوئے ہیں
آپ ایک نقطہ ملاحظہ فرمایئے حضرت غوث پاک کو پہلے بھی آواز آیا کرتی تھی
اس روز جو آواز آئی وہ پہلی آواز سے ملتی نہ تھی دوسری الہام والقا کو
شریعت کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے تیسرے آپ چونکہ نمازی تھے اس لئے

وسوسہ ڈالا گیا اگر نماز پڑھنے کے عادی نہ ہوتے تو یہ آواز نہ آتی اور آج۔۔

۔۔

۱۷۔ سفید بال حضرت موسیٰؑ جب طور پر جایا کرتے تھے تو ان کی والدہ دعا فرمایا کرتی تھیں اے خدایا میرا موسیٰ بھولا بھالا ہے اس کا خیال رکھنا جس دن وہ انتقال فرما گئیں اور موسیٰؑ طور پر ہمکلامی کے لئے گئے تو رب پاک نے پہلے ہی فرمادیا اے موسیٰ آج ہوش کرنا آپ کے پیچھے سفید بالوں کی دعائیں نہیں ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ طور کلامی آج کب نہیں ہے اگر کسی کا شیخ اکمل منزل والا ہے تو اسے یہ مرتبہ کلام حاصل ہے تو مرید کی والدہ کو آج بھی مرید کے حق میں وہ دعا کرنی چاہیے جو حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی تھی بندہ نے یہ معاملہ تحقیق کے ساتھ دیکھا ہے۔

(۱۸) ایک دفعہ مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام بہت حسین تھے آپؐ ذرا مسکرائے تو آپ کے دانتوں کی چمک سے وہ نور اٹھا کہ مائی صاحبہ ہوش رفتہ ہوئیں دروازہ کی طرف بھاگیں آپؐ نے انہیں جا کر پکڑا جب وہ ہوش میں آئیں فرمایا اے عائشہ آپ رضی اللہ عنہا نے کیا دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ میں نے دیکھا کہ گویا مکان کو آگ لگ گئی ہے اس مقام سے نیز میں نے ایران کے بادشاہ کے محل کے کنگرے دیکھے ہیں فرمایا اے عائشہ آج جبرائیل نے مجھ پر ستر ہزار پردوں میں سے صرف ایک پردہ اٹھایا تھا جس کی تاب وہ شخصیت نہ لاسکیں جو نبی پاکؐ کی روزانہ زیارت فرماتی تھیں۔ میں عرض کروں رب

پاک پر بھی نور و ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں ایسے ہی حضورؐ پر بھی اور ہر ولی اکمل پر بھی۔ یہ خدا کی رحمت ہے وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور وہ بڑا صاحب فضل ہے۔

(۱۹) ایک دفعہ باوا صاحب سے آپ کے شیخ نے فرمایا جاؤ اپنے لئے بادشاہ وقت سے رشتہ طلب کرو۔ باوا صاحب نے بادشاہ سے جاکر سوال کیا۔ بادشاہ نے وزیروں کو طلب کیا اور آگاہ فرمایا وزیروں نے کہا کہ ان سے کہو کہ ہمارے شکر بانٹنے کا رواج ہے تم فکر کرو۔ باوا صاحب نے یہ بات آکر قطب صاحب یعنی شیخ سے کی تو انھوں نے رات کو بذریعہ کرامت ہر گھر میں شکر پہنچادی اور بادشاہ کے گھر بذریعہ کرامت شکر کی بوریاں پہنچادیں تو بادشاہ کے لئے راہ فرار بند ہو گئی۔ بادشاہ نے لڑکی کا رشتہ دے دیا کافی جہیز دے کر لڑکی کو رخصت فرمایا جب لڑکی باوا صاحب کے ہاں آئی آپ کے حکم سے جہیز کو غرباء میں تقسم کروا دیا۔ باوا صاحب کے رومال میں ایک اٹھنی بندھی تھی آپ نے فرمایا کہ اٹھنی کھولو اور کنوئیں میں پھینک دو وہ اٹھنی کنوئیں میں پھینک دیتیں اور پھر رومال کے کونے میں بندھی پاتیں کئی بار جب وہ پھینک چکیں تو باوا صاحب نے فرمایا یہ تیرے باپ کا جہیز نہیں ہے جو تقسیم کرنے سے ختم ہو جائے گا یہ قطب صاحب کی دی ہوئی ہے انھیں یقین ہو گیا کہ میں بادشاہ کے گھر ہی آئی ہوں۔

۲۰۔ شان ولی میرے شیخ صاحب کے بھائی المشہور ملاں صاحبؒ سے کسی عورت نے سوال کیا کہ دعا کرو کہ میرے لڑکے کو کہیں رشتہ مل جائے فرمایابی

بی نکاح کا دن رکھ اس نے ایسا ہی کیا دن مقرر کر دیا۔ دعا فرمائی گئی رشتہ بھی مل گیا اور دن جو مقرر کیا تھا وہی مل گیا انھیں شادی پر بلایا گیا آپ اپنے ایک مرید کے ہمراہ وہاں گئے۔ دوران محفل عورت سے کسی نے پوچھا کہ تمھیں یہ رشتہ کیسے ملا اس کے منہ سے نکل گیا کہ اپنے پیر صاحب کی دعا سے ملاں صاحب نے اپنے مرید سے فرمایا ہم پھر یہاں کیوں بیٹھے ہیں آپ ناراض ہو کر اٹھ آئے بارات جانے کو تھی کہ لڑکی والوں نے جواب دے دیا بس پھر کیا تھا کہ مصیبت بن گئی۔ آپ کو دوبارہ راضی کیا تو لڑکی والے بھی مان گئے اور رشتہ بحال ہو گیا پھر بارات گئی ملاں صاحب بھی گئے تو نکاح کے وقت آپ نے فرمایا کہ مولوی آیا بیٹھا ہو ہم کہیں گے تو نکاح ہو گا ورنہ نہیں۔ یہ ہے ہمت ولی۔ ولی کی دعا کا اعتراف چاہیے اور ادائے شکر چاہیے۔

۲۱۔ مقام میرے شیخ صاحب حضرت میاں یوسف کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں قبرستان پڑتا تھا سایہ گھنا تھا آپ آرام کی غرض سے لیٹ گئے نیند آگئی ایک بزرگ خواب میں ملے انھوں نے عرض کی کہ میرا فلاں نام ہے فلاں چک ہے آپ وہاں جائیں میرے لڑکے کا نام فلاں ہے اس سے کہنا کہ میں نے فلاں آدمی کے بیل کے ساٹھ روپے دینے ہیں وہ دے دو اور ساتھ ہی یہ فرمایا دیا کہ وہ آپ سے کہے گا کہ خود دے کر جاتے۔ ہوا بھی ایسا ہی۔ پھر خواب میں اس بزرگ نے میرے شیخ صاحب سے عرض کیا کہ میرے بیٹے کو کہنا کہ گھر میں فلاں جگہ میں نے اتنے روپے دفن کئے ہیں وہ نکال لے بیل کی رقم واپس کرنے کے بعد جو رقم بچے وہ دیگ پکا کر نیاز تقسیم کر دے آپ

خواب سے بیدار ہوئے اس لڑکے گھر گئے وہ جگہ جہاں خزانہ دفن کیا تھا خود کھودی رقم نکالی بیل کے روپے واپس کر کے جو رقم بچی وہ آپ نے دیگ پکوائی اور تقسیم کردی۔ گھر آکر جب موقع ملا تو آپ نے اپنے شیخ سے پوچھا کہ اس قبر والے نے مجھے کیوں کہا کسی اور کو کیوں نہ کہا تو ان کے شیخ نے فرمایا آپ کا اور اس قبر والے کا روحانی مقام ایک ہے اس وجہ سے اس نے آپ سے عرض کی ہے۔

(۲۲) ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یا حضرت آج میں نے ایک آدمی کو خلعت خلت یعنی دوستی کا لباس عطا کرنا ہے فرمایا اے جبرائیل وہ کونسا آدمی ہے میں اس کے پاؤں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بناؤں عرض کیا یا حضرت وہ آپ ہی ہیں۔یہ بشارت سن کر ابراہیم علیہ السلام بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو فرمایا اے جبرائیل یہ خلعت یعنی شاہی لباس کس بنا پر آپ مجھے پہنا رہے ہیں عرض کیا آپ کے لوگوں کو کھانے کھلانے کے بدلے میں۔ آپ کبھی اکیلے کھانا نہ کھاتے تھے۔

۲۳۔ <u>ہمت ولی</u> ایک دفعہ ایک آدمی میرے دادا مرشد کے پاس آیا اور عرض کی کہ مجھے بدبو آرہی ہے آپؒ نے فرمایا یہ بدبو دوزخ کی ہے اور تیرے مرشد تیرے سے ناراض ہیں۔اس نے عرض کیا کہ مجھے معافی لے دیجئے فرمایا جب تیرے علاقہ میں آئیں گے تو معافی لے دیں گے۔ آپ اس آدمی کے علاقہ میں گئے اس آدمی سے فرمایا آ تجھے تیرے شیخ سے معافی لے دیں آپ

اسے اس کے شیخ کی قبر پر لے گئے اور صاحب قبر سے معافی لے دی۔ بدبو آنا بند ہو گئی صاحب قبر نے عرض کیا جناب آپ اسے پالئے اور میرا طریقہ جاری کرنے کی اجازت فرمائیے آپ نے فرمایا پالیں ہم اور طریقہ تیرا جاری کرے۔ قبروالے بولے آپ حیات ہیں اور بھی خلیفہ بنا سکتے ہیں میں اس جہاں سے جاچکا ہوں آپ راضی ہو گئے اور فرمایا ہم اسے دونوں طریقوں کی اجازت دیں گے ہمارا بھی چلائے اور آپ کا طریقہ بھی چلائے۔ آپ اندازہ ہمت فرمائیے۔

۲۴۔ رضائے ولی ایک دفعہ ہمارے ایک بزرگ رات گزارنے کے لئے کسی کے گھر تشریف لے گئے انھوں نے انھیں مہمان رکھا۔ صاحب خانہ بیقرار کبھی ادھر کبھی ادھر جاتا تھا۔ مہمان صاحب نے وجہ اضطراب پوچھی صاحب خانہ نے کہا میری بیوی کو درد زہ ہے مگر بچہ پیدا نہیں ہو رہا آپ نے کاغذ منگوایا اس پر لکھ دیا کہ ہمیں اور ہمارے گدھے کو شب باشی کے لئے جگہ مل گئی ہے وہ بچہ جنے یا نہ جنے یہ تعویذ گھول کر زچہ کو پلا دیا۔ بچہ کی پیدائش باآسانی ہو گئی۔ آپ اندازہ فرمائیے ولی کی خوشی کا۔

۲۵۔ زبان ولی ایک بااثر درویش تھے جو بھی مریض ان کے پاس آتا آپ فرماتے بھائی ترپھلہ (یعنی آملہ بہیڑا اور ہرڑ) پیو۔ وہ اس پر عمل کرتا تو اسے افاقہ ہو جاتا۔ ایک آدمی کا گدھا گم ہو گیا وہ ان کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا ترپھلہ بھگو کر پیو اس نے اس پر عمل کیا اسے زور کا پاخانہ آیا وہ باہر نکلا تو بھاگ کر ایک چار دیواری میں رفع حاجت کے لئے گیا تو اس کا گدھا وہاں کھڑا

تھا اسے گھر لے آیا ولی کی زبان سے جو نکلتا ہے باا ثر معنی خیز ہوتا ہے مان لینا چاہیے۔

۲۶۔ ہوشیاری ایک آدمی کا گدھا گم ہو گیا اس نے ایک درویش پر چوری کا الزام لگا دیا اور بار بار انھیں یہ کہتا میرا گدھا تمھارے پاس ہے دے دو۔ وہ صاحب بہت پریشان ہوئے اور خدا تعالیٰ سے عرض کی کہ خدا اسے اس کا گدھا لوٹا دو۔ دعا قبول ہو گئی گدھا مل گیا تو اس آدمی نے کہا آپ نے میرا گدھا چوری نہیں کیا تھا میں نے آپ پر اس لئے الزام لگایا تھا کہ آپ دعا کریں گے تو مجھے مل جائے گا اور ایسا ہی ہوا۔

(۲۷) ایک آدمی ایک درویش کے پاس گیا کہ میرا فلاں کام ہو جائے انھوں نے فرمایا یا حجو یا قجوم کا ورد کرو وہ مان گیا اور گھر جا کر یا حیّ یا قیوم کا ورد کرنے لگا کام نہ ہوا تو دوبارہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یا حضرت میرا کام نہیں ہوا فرمایا میں نے سبق عطا فرمایا تھا وہ کہنے لگا میں نے اس کا ورد کیا ہے۔ فرمایا کس طرح اس نے کہا یا حیّ یا قیوم پڑھا فرمایا یا حجو یا قجوم پڑھو ان کی زبان سے ایسا ہی نکلا تھا وہ یا حیّ یا قیوم کو یا حجو یا قجوم ہی پڑھ سکتے تھے اس آدمی نے ویسے ہی ادائیگی کی تو کام پورا ہو گیا احباب ولی کی زبان مقبول ہوتی ہے جیسے کوئی سبق دے ویسے ہی کرو لفظ کی صحت بجائے خود درست ہے۔

(۲۸) ایک دفعہ چند آدمی ایک درویش کے پاس آئے اور دعا کے لئے کہا اس نے کہا میری آج کل رب پاک کے ساتھ ان بن ہے۔ مجھ سے دعا کے لئے نہ کہو۔ لوگوں نے اصرار کیا تو آپ نے نہا کر انھیں اپنا گیلا لنگوٹا دیا کہ لو

اسے دھوپ میں ڈال دو۔ لنگوٹ جونہی دھوپ میں ڈالا تو مینہ آبرسا فرمایا دیکھا میرا لنگوٹ نہ سوکھنے دیا۔

۲۹۔ بازاری کھانا ایک دفعہ ایک درویش اپنے پوتے کو لیکر مسجد میں گئے۔ دادا جان تو مصروف نماز ہوئے اور پوتے نے کچھ جوتیاں ادھر ادھر کردیں۔ دادا جان جب واپس آئے تو پوچھا یہ کیا معاملہ ہے عرض کیا یہ جنتیوں کی ہیں اور یہ دوزخیوں کی۔ پوتے کی بصیرت کا اندازہ فرمایئے دادا جان کو یہ بات ناگوار گزری انھوں نے بازار سے کھانا لیکر پوتے کو کھلا دیا وہ روحانی بصیرت جاتی رہی۔

۳۰۔ ادب ایک دن حضرت سری سقطی کو حضرت یعقوب علیہ السلام خواب میں ملے انھوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ آپ نبی ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں روتے رہے رب پاک حضرت سری سقطی سے ناراض ہو گئے۔ رب پاک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں حضرت سری سقطی سے ملایا سری سقطی انھیں دیکھ کر بے ہوش ہو گئے اور تیرہ دن بے ہوش رہے جب ہوش میں آئے تو رب پاک نے فرمایا جو ہمارے محبوبوں پر زبان کھولے ہم ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ پس ہمیں انبیاء اولیا پر زبان نہیں کھولنی چاہیے۔

(۳۱) حضرت جنید کے پاس ایک مرید آیا اور آزمائش کے طور پر آکر سوال کیا تو حضرت جنید نے فرمایا تم اس کا جواب لفظوں میں مانگتے ہو یا معنوی لحاظ سے اس نے عرض کیا دونوں طرح سے تو آپ نے فرمایا معنوی جواب تو یہ

ہے کہ میں نے تمھیں ولایت سے معزول کیااور لفظی جواب یہ ہے اگر تم نے اپنے آپ کو آزمایا ہوتا تو مجھے آزمانے نہ آتے یہ جواب سن کراس کا منہ سیاہ ہو گیا رونق نور جاتی رہی۔اس نے معافی مانگی آپ راضی ہو گئے منہ کی رونق بحال ہو گئی اور اس کے ہوش ٹھکانے آگئے آزمائش اور پھر شیخ محترم کی اللہ پاک عقل سلیم دیں۔ آمین!

۴۳۔ کج فہمی ایک دفعہ حضرت جنید بغدادیؒ کے مرید کے دل میں خیال آیا کہ میں اب پہنچ گیا ہوں اور مجھے اب شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ مرید نے کسی سے کہا کہ میں ہر روز بارگاہ خداوندی میں جاتا ہوں اور فلاں فلاں منظر دیکھتا ہوں اس بات کی خبر جب شیخ کو ہوئی انھوں نے مرید سے فرمایا جب تم بارگاہ میں جاؤ وہاں جاکر لاحول ولا پڑھنا پس اس نے ایسا ہی کیا تو دیکھا کہ وہ کوڑے کے ڈھیر پر پڑا تھا۔ دراصل اسے جنات لے جاتے تھے وہاں گانا بجانا سنتا تھا باغات دیکھتا تھا۔ یہ سب ماجرا دیکھ کر اس نے اپنے شیخ سے سب کیفیت بیان کی تو آپ نے فرمایا جس رب کے پاس تمھارے ساتھ ہم نہ ہو اس رب کے پاس نہ جایا کر مرید کے ہوش ٹھکانے آئے کوئی ایسا وقت نہیں جب مرید کو شیخ کی ضرورت نہ ہو۔

۴۴۔ مخالفت نفس ایک آدمی حضرت داتا صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا داتا صاحب آپ کا دل تو بہت اچھا ہے مگر اس پر ایک سیاہ داغ ہے آپ نے فرمایا تیری کیا مجال کہ تو ہمارا دل دیکھ سکے۔ فرمایا تو نے یہ نظر کیسے پائی اس نے عرض کیا مخالفت نفس سے آپ نے فرمایا تیرا دل چاہتا ہے کہ تو کلمہ پڑھ لے

عرض کیا نہیں آپ نے پکڑ لیا تیرا دعویٰ مخالفت نفس کا ہے تو وہ لاجواب ہو گیا آخر کلمہ رسولؐ پڑھا اور کہنے لگا داتا صاحب اب وہ داغ آپ کے دل پر نہیں ہے دیکھئے کلمہ شریف کی برکت جس سے اسکی سیاہی دل دور ہوئی گئی اور اس کا داتا صاحب کے پاس آنا کتنا بامعنی ثابت ہوا آپ بھی ایسے لوگوں کے پاس آیا جایا کریں اور پھر انشااللہ دیکھیں کہ دل کتنا مصطفیٰ ہو جائے گا۔

34۔ یک زمانہ صحبت اولیا ایک دفعہ ہندو راجہ نے اپنی لڑکی بنا سجا کر خواجہ معین الدین چشتیؒ کے پاس اس غرض سے بھیجی کہ ان کا ایمان خراب کرے وہ لڑکی آکر مجلس نشین ہوئی آپ نے انھیں دیکھ کر نظریں نیچی کر لیں کچھ دیر کے بعد اس کی طرف منہ کر کے ارشاد فرمایا کہ اے لڑکی تمہیں دیکھوں یا نبی پاکؐ کو دیکھوں نظریں رحمت بھری جو اس پر پڑیں وہ فوراً مسلمان ہو گئی۔ گھر گئی تو راجہ نے پوچھا اس کی بیڑی غرق کر آئی ہو کہنے لگی اپنی بیڑی غرق کروا آئی ہوں یعنی کفر کی۔ کیا برکت ہے مجلس ولی کی۔

(۳۵) ایک ہندو آدمی نے میرے شیخ میاں محمد یوسف صاحب سے عرض کی کہ آپ کے پیٹ سے پیٹ لگانا ہے پاس سے ایک بڑھیا بی بی بولیں تو پھر آپ جلو گے نہیں ہندو مردوں کو جلاتے ہیں۔ اتفاق یوں ہوا تقسیم ہند ہوئی وہی ہندو جس نے بغل گیر ہو کر پیٹ سے پیٹ لگایا تھا سونے کی اینٹ لے کر حاضر خدمت ہوا اور وہ اینٹ میرے شیخ کو نذر کی فرمایا ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے لے جاؤ اسے کسی نے قتل کر دیا اور جلانے لگے تو اسے آگ نہ لگی جو لوگ ان سے روحانی نسبت رکھتے ہیں انھیں ان سے کیا کچھ حاصل نہ ہو گا آیئے اس جیون میں کسی کے ہو جائیں اور پھر دیکھیں ملتا ہے کیا۔

(۳۶) ایک عورت تہجد گزار تھی۔ تہجد کے لئے اٹھی وضو کیا اور عرض کی اے رب جو پیار آپ کو مجھ سے ہے وہ میرے خاوند کو بھی عطا فرما وہ سن رہا تھا کہنے لگا تمہیں کیا معلوم ہے کہ رب پاک تیرے ساتھ پیار کرتے ہیں کہنے لگی اس کے پیار کے بغیر ہی بھلا میں اٹھ کر کے وضو کر رہی ہوں یہ سن کر وہ بھی اٹھا اس نے بھی تہجد کے لئے وضو کیا الحمد اللہ دعا کتنی جلدی قبول ہو گئی۔

۳۷۔ کرم حق ایک دفعہ حضرت شاہ دولا ولی سے حضرت شیخ نے فرمایا فلاں آدمی کہاں ہے عرض کیا حکم کریں۔ فرمایا نہانا ہے وہ مطلوبہ آدمی تو حاضر نہ تھا شاہ دولا صاحب نے کنوئیں میں ڈول حصول پانی کے لئے ڈالا جب ڈول باہر آیا تو سونے کے سکوں سے بھرپور تھا انھوں نے ڈول کنوئیں میں یہ کہ کر پھینک دیا کہ شیخ صاحب کو پانی کی ضرورت ہے دوبارہ ڈول پانی کا سمجھ کر باہر نکالا تو وہ چاندی کے سکوں سے بھرپور تھا وہ بھی واپس کنوئیں میں پھینک دیا تیسری مرتبہ ڈول باہر نکالا تو اس میں پانی تھا حسب ضرورت غسل خانہ میں پانی جمع کیا شیخ صاحب نہائے اور طبعیت موج میں آئی تو پوچھا پانی کس نے ڈالا تھا عرض کیا کہ آپ کے غلام دولا نے فرمایا شاہ دولا جسے دے مولا بس عطا ہو گئی بات بن گئی چند لمحوں میں حرص و حوص مٹا دی اور رسائی کرادی آئیے صاحب کسی کے ہو لیں۔

۳۸۔ بڑا سوال ایک دفعہ میرے جد امجد حضرت جناب باقی باللہ صاحب کے ہاں مہمان آگئے آپ نے نانبائی سے فرمایا کھانا لاؤ۔ اس نے کھانے کا انتظام کیا رات کا وقت تھا صبح ہوئی تو فرمایا بھائی بتاؤ کتنی رقم دوں عرض کی جناب مجھے

رقم نہیں چاہیے مجھے آپ باقی باللہ بنا دیں۔ فرمایا تیرا سوال بہت بڑا ہے اور کچھ مانگ لو نانبائی صاحب نہ مانے اور اسی پر اصرار کرتے رہے آپ اسے اندر لے گئے توجہ فرمائی اور باقی باللہ صاحب ہی بنا دیا وہی صورت وہی کپڑے جب دونوں صاحب باہر آئے تو پہچان نہ رہ گئی کہ پہلے باقی باللہ کون ہیں اور نئے باقی باللہ صاحب چند دن زندہ رہے یکایک آیا فیض نہ سنبھال نہ سکے اور فوت ہو گئے اچھا ہوا وہ منزل تو لے گئے صاحب بڑوں سے بڑا سوال ہی کرنا چاہیے۔

۳۹۔ انداز سوال ایک بادشاہ سال میں ایک دفعہ تحائف بچھا دیتے لوگ اپنی اپنی پسند کی اشیاء اٹھا لیتے تھے ایک دفعہ تحائف سجائے گئے بادشاہ سلامت اس بازار میں خود تشریف فرما تھے لوگ اپنی اپنی پسند کے تحفے اٹھا رہے تھے کہ ایک جمعدارنی نے بادشاہ پر انگلی رکھی کہ مجھے یہ تحفہ چاہیے بادشاہ کا چونکہ وعدہ تھا جو کوئی جو چاہیے لے لے اسے اس عورت کی درخواست ماننا پڑی بادشاہ نے اسے اپنے نکاح میں لے لیا تو وہ آئندہ سال تحائف کی بھی اور بادشاہ کی بھی مالکہ تھی کسی نے خوب ہی کہا ہے۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھے مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

۴۰۔ نگاہ ولی ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے پاس پیر اور مرید زیارت کے لئے آئے آپ ابھی گھر سے باہر ہی تھے کہ آپس میں ملاقات ہو گئی آپ نے دونوں کو محبت کی نظر سے دیکھا پیر صاحب تو بچ گئے مگر مرید بے چارہ مر

گیا۔ پیر صاحب نے عرض کی کہ آپ کی زیارت کا بدلہ موت ہے فرمایا نہیں اس مرید کا ایک مقام نہیں کھل رہا تھا ہم نے نظر کی وہ مقام تو کھل گیا مگر وہ نظر کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔

۴۱۔ رضائے حق ایک دفعہ حضرت حسن بصری اپنے مرید حبیب عجمی کے گھر تشریف لائے۔ مغرب کی نماز کا وقت تھا۔ حبیب عجمی نماز پڑھانے میں مشغول ہو گئے حضرت حسن بصری شامل جماعت اس لئے نہ ہوئے کہ حضرت حبیب عجمی الحمد کو المد پڑھتے تھے رات ہوئی حضرت حسن بصری نے خواب میں رب پاک کو دیکھا اور عرض کیا خدایا آپ کی رضا کیسے ہے فرمایا رضا تو تو نے پالی تھی مگر اس کی قدر نہ کی۔ حضرت حسن نے عرض کی وہ کیسے تو رب پاک نے فرمایا اگر تم حبیب عجمی کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تو ہم تم سے راضی ہو جاتے۔

(۴۲) ایک دفعہ بایزید بسطامی ہر قدم پر دو نفل ادا فرماتے ہوئے کئی سال بعد افغانستان سے مدینہ شریف روضہ رسولؐ پر حاضر ہوئے تو آواز آئی اے بایزید ہمارے طریقے کے مطابق ہمارے پاس آؤ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کا طریقہ کون سا ہے فرمایا امام جعفر صادق وقت کے نور ہیں جا کر ان کے مرید ہو جاؤ آپ نے ویسا ہی کیا۔

(۴۳) ایک دفعہ ایک آدمی حضرت ابوالحسن خرقانی کے پاس آیا اور عرض کی جناب آپ مجھے خرقہ عطا کریں تو آپ نے فرمایا مجھے ایک سوال کا جواب دیں اگر ایک عورت مرد کا لباس پہن لے تو مرد بن جائے گی تو اس مرد

نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا اگر تو مرد نہیں خرقہ سے بھی مرد نہیں بن سکتے۔

۴۴۔ فراست مومن ایک دفعہ ایک آدمی حضرت عبد الخالق غجدوانی کے پاس آیا اور عرض کیا کہ نبی پاک نے فرمایا کہ مومن کی فراست سے بچو کے وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے مجھے اس سے آگاہ فرمایئے تو آپ نے جواب دیا کہ تو نے جو زنار پہنا ہے تو اس کو اتار دے اس نے کہا خدا نہ کرے میں نے زنار پہنا ہے آپ نے خادموں کو حکم دیا کہ اس کی تلاشی لو جب تلاشی لی تو زنار اس کی کمر سے بندھا ہوا تھا اس نے یہ دیکھ کر فی الفوز توبہ کرلی اور ایمان کو قبول کرلیا۔

(۴۵) حضرت مولانا محمد زاہد صاحب نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے پاس آئے اور درخواست بیعت کی آپ نے اپنی توجہ سے اسی محفل میں انہیں کمال تک پہنچادیا اور انہیں اپنی خلافت عطا فرمائی اور رخصت کردیا پرانے خادموں نے کہا آپ سے کہا آپ نے حضرت مولانا کو پہلے دن ہی خلافت بخش دی اور ہم سالوں سے در پر پڑے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ چراغ بتی درست کر کے آئے تھے میں نے صرف اس کو روشن کر دیا اور رخصت کردیا۔

(۴۶) حضرت جناب باقی باللہ صاحب سے کسی نے اپنے روحانی کام میں کمی پائی تو عرض کیا آپ نے فرمایا لقمہ میں بے احتیاطی ہوئی ہے اس نے عرض کیا لقمہ تو وہی ہے فرمایا خوب سوچ لو تو پتہ چلا کہ ایندھن میں کچھ ترک احتیاطی ہو گئی ہے۔

(۴۷) لوگوں نے حجاج بن یوسف سے اس کے انتقال کے بعد خواب میں پوچھا کہ تمہارا حال کیا ہے اس نے کہا کہ ہلاکت کے مقام پر ہوں لیکن امید ہے کہ سامان بخشش ہو جائے گا انہوں نے پوچھا کہ کس طرح کہا فلاں دن میں نے حضرت خواجہ حسن بصری کا ہاتھ عزت کے ساتھ چوما تھا مجھے حوصلہ دلایا گیا ہے کہ تجھے اس کام کی جزا میں معاف کر دیا جائے گا۔

(۴۸) ایک دفعہ ایک عارف کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ آج صبح کس طرح ہوئی فرمایا کہ آج صبح یہ واقعہ ہوا کہ تمام کونین کو میرے لئے حاضر کیا گیا اور ساتھ ہی حکم ہوا کہ خبردار دونوں جہاں کی طرف نگاہ نہ کرنا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ:۔

دونوں جہاں کسی کی محبت میں ہار کے
وہ کوئی جا رہا ہے شب غم گزار کے

(۴۹) ایک عارف جو کسی جنگل میں سفر کر رہا تھا اس کی سواری مر گئی اور سامان سفر ختم ہو گیا انہوں نے ایک کنواں دیکھا کنوئیں میں نظر کی جو دیناروں سے بھرا ہوا تھا آواز آئی جو میرے سوا کسی اور چیز سے خوش ہوتا ہے وہ میرا نہیں۔ دنیا کا طالب ہے جو دنیا کا ارادہ کرے وہ میرے پاس نہ ٹھہرے دینار کنویں کے باہر تک آ گئے اور کچھ میرے قریب آ کر گرے میں نے اٹھائیں اور کنویں میں پھینک دیئے تو آواز آئی اے میرے دوست اے میرے دوست تو میں نے جواباً عرض کیا اے میری محبت کے مالک اور آنکھوں کی ٹھنڈک۔ اے اللہ میں نے تیری جناب مقدس سے تیری ذات کے سوا ہر ارادہ ترک کر دیا ہے اور تیری پناہ پکڑتا ہوں۔

(۵۰) حضرت فتح موصلیؒ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ایک بچے کو گود میں لیا سینہ سے لگایا اور بوسہ دیا تو آواز آئی اے فتح تو نے ہماری محبت کو آج تاریخ میں سے ختم کردیا ہے اور تیرے دل میں غیر کی محبت کو جگہ مل گئی ہے حضرت فتح نے زور کی آواز دی اور بے ہوش ہو گئے۔

ایک دن آپ کو عبادت میں سرور نہ آیا تو فرماتے ہیں میرے ذہن میں نہ آیا کہ یہ بے ذوقی کی وجہ کیا ہے اسی فکر میں آنکھ لگ گئی تو ہاتف نے آواز دی کہ اے فتح یہ ہم نے کیا ہے جو ہم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر میرے سوا کسی دوسرے کو دل میں جگہ میں دیتا ہے تو اس کو میری محبت کا لطف حاصل نہیں ہو سکتا میں نے عرض کیا میرے مولا میں اپنے بیٹے سے اس لئے محبت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد نیک عمل کر کے میری مدد کرتا رہے اور تیرا فرمانبردار بندہ بنے اگر میرا بیٹا تیری محبت میں واقعی رکاوٹ ہے تو اسی وقت اس کی روح قبض کرلے خواب میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ رونے کی آواز بلند ہوئی آپ جاگے تو دیکھا میری بیوی رو رہی تھی میں نے کہا کیا ہوا اس نے کہا میرا بیٹا چارپائی سے پیشاب کے لئے اٹھا تھا اور کنوئیں میں گر گیا باہر نکالا تو فوت ہو چکا تھا۔

(۵۱) ایک دفعہ حضرت مرتعش کو پیاس لگی وہ ایک دروازے پر گئے اور پانی مانگا ایک خوبصورت لڑکی پانی لے کر آئی جو نوجوان تھی۔ انھوں نے پانی پیا اور ان کا دل لڑکی کے جمال کا شکار ہو گیا اور وہیں ڈیرہ ڈال دیا۔ اس گھر کا مالک آیا تو درویش نے کہا کہ لڑکی پانی پلانے آئی تھی کہ میرا دل لے گئی مالک نے کہا کہ وہ میری لڑکی تھی تمھارے نکاح میں دے دیتے ہیں۔ مالک نے اس

کی گودڑی اتروائی حمام میں نہلوایا نئی پوشاک پہنائی اور نکاح کردیا۔ رات پڑی وہ مصروف عبادت ہوئے مگر مزا نہ آیا تو پکار کر کہنے لگے میری گودڑی لاؤ۔ غیب سے آواز آئی کہ تو نے ہمارے غیر پر ایک نظر دوڑائی تو ہم نے تجھ سے ظاہری نیکی کا لباس چھین لیا اگر تم ہمارے غیر پر دوسری نظر ڈالو گے تو ہم تم سے محبت کا لباس بھی چھین لیں گے صبح ہوئی تو انھوں نے لڑکی کو طلاق دے دی اور چل دئے۔

(۵۲) حضرت عمر فاروق ؓ کا زمانہ تھا۔ ایک نوجوان تنہائی میں ایک عورت سے مصروف گفتگو تھا دونوں کا ارادہ ارتکاب گناہ تھا کہ اذان ہونا شروع ہوئی نوجوان کے دل پر خوف خدا اس قدر طاری ہوا کہ وہ فوت ہو گیا اسے دفن کردیا گیا حضرت عمر کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ اس کی قبر پر گئے اور فرمایا اے نوجوان جو خوف خدا کرے اس کے لئے دو جنتوں کا وعدہ ہے اس نے قبر کے اندر سے عرض کی کہ مجھے دونوں ہی ملی ہیں۔

(۵۳) ایک دفعہ ایک امیر آدمی اپنے باغ میں گیا اسکی نظر اپنے کسان کی بیوی پر پڑی جو بڑی خوب صورت تھی اس نے کسان کو کسی کام کی غرض سے کہیں بھیج دیا اور عورت سے کہا کہ تمام دروازے بند کردو۔ عورت نے سب دروازے بند کرتے ہوئے کہا کہ ایک دروازہ جو ہمارے اور رب کے درمیان ہے میں اسے بند کرنے کی ہمت نہیں رکھتی امیر آدمی اس سے شرمسار ہوا اور ارادہ گناہ سے توبہ کرلی۔

(۵۴) حضرت عمار کو لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا حال ہے جواب دیا اللہ پاک نے فرمایا اے یحیٰ ہم تم سے بہت سخت جواب طلبی کرنے

والے تھے لیکن تم نے ایک محفل میں اس انداز سے ذکر کیا کہ ہمارا ایک دوست اس کو سن کر بہت لطف اندوز ہوا اس وجہ سے ہم نے تمہاری بخشش کردی۔

(۵۵) ایک دفعہ حضرت مالک بن دینار کا ایک ملحد یعنی بے دین سے مناظرہ ہو گیا۔ دونوں خود کو حق پر جانتے تھے۔ آخر یہ فیصلہ طے پایا کہ دونوں اپنا اپنا ہاتھ آگ میں لے جائیں جس کا ہاتھ سلامت رہا وہ حق پر ہوگا اصرار یہ ہوا کہ پہلے ہاتھ تم ڈالو آخر ملحد حضرت مالک بن دینار" ہاتھ پکڑ کر آگ میں لے گیا تو اس طرح دونوں کے ہاتھ محفوظ رہے تو حضرت مالک بن دینار نے رب پاک سے تنگ دل ہو کر عرض کی کہ میں نے ستر سال آپ کی عبادت کی آپ نے مجھے اس بے دین کے ساتھ ملا دیا آواز آئی اے مالک تیرے ہاتھ کی برکت سے اس کا ہاتھ آگ سے بچ گیا ہے بات تو پھر تھی کہ ہاتھ الگ الگ آگ میں ڈالے جاتے۔

(۵۶) ایک دن حضرت سماک" حضرت ذوالنون مصری" اور بی بی رابعہ بصری تینوں اکٹھے بیٹھے تھے کہ حضرت عتبہ نیا لباس پہنے اکڑتے ہوئے پہنچے تو حضرت سماک نے پوچھا کہ آج کیسی چال چل رہے ہو انھوں نے فرمایا کہ میرا نام غلام جبار ہے اس لئے اکڑ کر چل رہا ہوں کہتے ہیں ہو غش کھا کر زمیں پر گر پڑے پاس جاکر دیکھا تو وہ مردہ تھے کسی نے خواب میں انھیں دیکھا تو ان کا نصف چہرہ سیاہ تھا جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو انھوں نے عرض کیا کہ طالب علمی کے زمانہ میں ایک ڈاڑھی مونچھوں والے خوبصورت لڑکے کو توجہ سے دیکھا چنانچہ مرنے کے بعد مجھے جنت کی طرف لے جارہے تھے کہ ایک سانپ

نے مجھے کاٹتے ہوئے کہا بس ایک نظر دیکھنے کی یہ سزا ہے اور کبھی تو اس لڑکے کو زیادہ توجہ سے دیکھتا تو میں تجھے بہت زیادہ دکھ دیتا۔

(۵۷) ایک دفعہ حضرت بشر حافی نے قبرستان میں مردوں کو لڑتے دیکھا تو رب پاک سے سوال کیا تو انھوں نے کہا ایک ہفتہ پہلے کسی شخص نے سورہ اخلاص پڑھ کر ہمیں بخش دیا اور ہم پورے ایک ہفتہ سے اس ثواب کو بانٹ رہے ہیں اور وہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔

(۵۸) حضرت ذوالنون مصری ایک نوجوان کے پاس گئے جس کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ میں نے ان سے جب معاملہ پوچھا تو اس مرد حق نے جواب دیا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا اور اس کا جسم کیڑوں کی خوراک بنا ہوا تھا۔ میں نے جب ان سے معاملہ پوچھا تو اس مرد حق نے جواب دیا ایک دن میں اسی جگہ مصروف عبادت تھا کہ ایک خوبصورت عورت میرے نزدیک سے گزری جس کو دیکھ کر میں فریب شیطان کا شکار ہو گیا میں اس عورت کے نزدیک پہنچا تو آواز آئی کہ تیس سال تو خدا کی عبادت میں گزار کر بے غیرت آج شیطان کی عبادت کرنے چلا ہے تو میں نے اسی وقت اپنا وہ قدم کاٹ دیا جو پہلے اٹھا تھا اور فرمایا آپ اس گنہگار کے پاس کیوں آئے ہیں حضرت ذوالنون مصری" کچھ واقعات دیکھ اور سن کر مصروف عبادت ہو گئے۔

(۵۹) حضرت سفیان ثوری" آپ عوام سے شفقت سے پیش آتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک پرندہ پنجرے میں بے قرار تھا آپ نے اسے آزاد کر دیا وہ پرندہ آپ کے ہاں آکر آپ کی عبادت دیکھتا رہتا اور آپ کی وفات کے بعد

جنازے پر کبھی روتا ہوا گزر جاتا اور کبھی جنازے پر لوٹتا۔ جب آپ دفن ہو گئے تو وہ پرندہ آپ کے روضہ پر روتا رہتا حتیٰ کہ ایک دن آواز آئی کہ مخلوق سے شفقت کی وجہ سے خدا پاک نے انھیں بخش دیا۔

۶۰۔ ذوق اسم اعظم حضرت یوسف بن حسین" حضرت ذوالنون مصری کی خدمت میں رہے۔ دو سال بعد آپ نے ان سے اسم اعظم کا سوال کیا یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے آپ ایک سال مزید خدمت میں رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ تین سال گزرنے کے بعد انھوں نے سائل کے ہاتھ میں سرپوش سے ڈھکا ہوا ایک پیالہ دیا کہ دریائے نیل کے اس کنارے فلاں شخص کو دے آؤ وہی شخص تم کو اسم اعظم بتادے گا۔ راستہ میں انھوں نے پیالے کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک چوہا تھا وہ بھاگ گیا آپ وہ خالی پیالہ اس بزرگ کے پاس لے گئے تو انھوں نے فرمایا تم ایک چوہے کی تو حفاظت تو نہ کر سکے اسم اعظم کب سنبھالو گے یہ جواب سن کر آپ حضرت ذوالنون مصری کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا میں نے سات مرتبہ رب پاک سے تمھارے لئے اسم اعظم کی اجازت چاہی ہے مگر نہ ملی اور کچھ نصیحتیں دے کر آپکو روانہ کر دیا۔

(۶۱) ایک مرتبہ ایک مرد نیک حج کے بعد بیت اللہ شریف میں سو گئے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے باتیں کر رہے ہیں کہ اس مرتبہ کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا ایک نے جواب دیا کہ چھ لاکھ حجاج شریک ہوئے مگر ایک آدمی کا بھی حج قبول نہ ہوا مگر ایک موچی جو دمشق کا تھا اور حج میں شریک نہیں ہوا لیکن خدا پاک نے اس کا حج قبول کر لیا۔ وہ آدمی اس مرد حق کو ملنے کیلئے دمشق گیا

جس کا نام عبداللہ بن مبارک تھا۔ اس سے معاملہ پوچھا گیا تو اس نے کہا میرے دل میں حج کی آرزو تھی میں نے تین سو درہم حج کیلئے جوڑے تھے ایک دن ایک پڑوسی کے گھر سے کھانا پکانے کی خوشبو آئی تو میری بیوی نے کہا کہ ان کے گھر سے سالن لاؤ جو گوشت کا تھا۔ گھر والوں نے کہا یہ سالن تمھارے کھانے کا نہیں صرف ہمارے کھانے کا ہے۔ پوچھا گیا تو انھوں نے کہا ہم سات دن سے فاقہ سے ہیں اور یہ مُردار کا گوشت ہے اس نے کہا کہ میں نے ان کی غربت دیکھ کر حج کی رقم انھیں دیدی تو میرے شیخ نے فرمایا جب حج کا دن آیا تو کسی نے غیبی طور پر آواز دی آ تجھے حج کروائیں اور کروا دیا گیا یہ ہے خدمت خلق کا نتیجہ اور حق پڑوسی پہچاننے کا انعام۔

(۶۲) حضرت امام احمد بن حنبلؒ دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے اور وہیں ایک شخص بلندی پر بیٹھا وضو کر رہا تھا آپ کو دیکھ کر وہ از رہ تعظیم نیچے آیا اس شخص کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کس حال میں ہو اس نے کہا رب پاک نے محض مجھے حضرت امام صاحب کا ادب کرنے سے بخش دیا۔

(۶۳) ایک دفعہ دوران سفر حضرت ابراہیم بن ادہم کو کھانا میسر نہ آیا تو ابلیس نے کہا کہ سلطنت چھوڑ کر سوائے فاقہ کشی کے تمہیں اور کیا ملا ہے۔ آپ نے اسی وقت اللہ پاک سے التماس کی کہ دشمن کو دوست کے پیچھے لگا دیا ہے آواز آئی تمہاری جیب میں جو کچھ ہے اسے پھینک دو تو تمہیں اس کا راز معلوم ہو جائے گا جب آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو تھوڑی سی چاندی تھی آپ نے وہ پھینک دی تو وہ غائب ہو گیا۔

۶۴۔ اثر توبہ:۔ ایک دفعہ حضرت جیب عجمیؒ آ رہے تھے کہ راستہ میں کھیلنے والے لڑکوں نے کہا کہ علیحدہ ہٹ جاؤ کہ جیب سود خور آ رہا ہے کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے ہم اس جیسے بد بخت نہ ہو جائیں یہ سن کر آپ کو بڑا دکھ ہوا آپ سیدھے حضرت حسن بصری کے ہاں گئے انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ آپ نے توبہ کی اور مرید ہو گئے واپس آ رہے تھے کہ وہی بچے کھیل رہے تھے اور انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ جیب تائب آ رہے ہیں راستہ دو کہیں ہمارے پاؤں کی مٹی ان پر نہ پڑ جائے اور ہم گنہگار نہ ہو جائیں یہ سن کر آپ نے رب پاک سے عرض کی کہ آج ہی میں نے توبہ کی ہے اور آج ہی میری نیک نامی کی تو نے منادی کرا دی۔

۶۵ ایک شخص نے توبہ کی اور توڑ لی اور دل میں کہا کہ اب میں بارگاہ حق میں کس منہ سے سوال کروں تو آواز آئی میرے بندے تو نے توبہ کی میں نے تمہیں قبول کیا تو نے توبہ توڑی میں نے تجھے مہلت دی اب تو اگر میری طرف پھر آئے گا تو میں تجھے پھر بھی قبول کر لوں گا کیونکہ شیوہ ہے۔ کریموں کا سب معاف خطا کرنا۔

۶۶۔ وعدہ کا اثر:۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مبارک ایک کافر سے جہاد کر رہے تھے کہ نماز کا وقت آگیا آپ نے کہا میری نماز کا وقت آگیا ہے آپ نے اجازت لی اور اپنی نماز ادا کر لی پھر دوسرے کی عبادت کا وقت آگیا یعنی کافر کی عبادت کا وقت آیا تو اس نے بھی اجازت لینا چاہی اور اجازت لیکر اپنے بت کی طرف متوجہ ہوا آپ کے دل میں خیال آیا کہ اس کی عبادت کے

دوران میں اسے قتل کر دوں مگر آواز آئی تمہاری قیامت کے دن وعدے کی پوچھ گچھ ہوگی۔ لہٰذا اپنے ارادہ سے باز آجاؤ یہ آواز سنتے ہی مسلمان بزرگ رو پڑے کافر نے اپنی عبادت سے فارغ ہو کر رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا مجھے ایسا خیال گزرا تھا جب کافر نے یہ معاملہ سنا تو دل میں کہا جو خدا پاک اپنے دشمن کی وجہ سے اپنے دوست پر ناراض ہوتا ہے اس کی اطاعت نہ کرنا کمزوری ہے وہ سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔

۶۷۔ دعاء دلی حضرت حاتم اصم نے ایک دن دعا فرمائی کہ اے خدا اس مجلس میں جو سب سے زیادہ گنہگار ہے تو اس کی بخشش فرمادے وہاں ایک کفن چور تھا رات کو جو وہ کفن چرانے کی غرض سے قبر کھود رہا تھا اسے آواز آئی آج ہی تو حاتم کے صدقے پر تیری نجات ہوئی تھی اور آج ہی تو پھر گناہ کرنے کیلئے آپہنچا ہے یہ آواز سنی تو اس نے ہمیشہ کے لئے توبہ کرلی اور برے کام سے باز آگیا۔

۶۸ — حضرت ابوالحسن خرقانی کے ایک اور بھائی تھے اگر آپ رات کو عبادت میں مشغول ہوتے تو وہ رات بھر والدہ کی خدمت میں جو محتاج تھیں مصروف رہتے ایک دن جب دوسرے بھائی کی ماں کی خدمت کی باری تھی انہوں نے حضرت ابوالحسن سے عرض کی کہ آج آپ خدمت کریں اور میں عبادت کو لوں۔ آپ مان گئے وہ مصروف عبادت ہو گئے ابتدائے عبادت میں رب پاک نے عابد سے فرمایا کہ میں نے تجھے تیرے بھائی کی بخشش کے ساتھ تمہیں بھی بخش دیا آپ نے عرض کی یا اللہ میں تو آپ کی عبادت کر رہا ہوں وہ

خدمت کر رہا ہے تو رب پاک نے فرمایا مجھے تیری عبادت کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ محتاج ماں کی خدمت کرنے والے کی اطاعت ہمارے لئے خوشی کا سبب ہے یقیناً خدمت خلق سب سے بڑا وظیفہ ہے۔

۶۹۔اثر توبہ:۔ حضرت عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ مجھے ایک جرم میں گرفتار کر کے بلخ کی جانب لے چلے میں راہ میں یہ سوچتا رہا کہ مجھ سے کیا گناہ سرزد ہو گیا ہے کہ میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ جب میں بلخ میں پہنچا تو عوام کو چھتوں پر چڑھے ہوئے مجھے پتھر مارنے کے لئے تیار پایا اسی وقت مجھے الہام ہوا کہ تو نے حضرت ابوالحسن کے مصلیٰ پر پاؤں رکھا ہے اسی وقت توبہ کی تو لوگ جن کے ہاتھوں میں پتھر تھے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ مجھے پتھر مار سکے۔ زنجریں ٹوٹ گئیں اور مجھے رہا کر دیا گیا۔

۷۰۔سید کون:۔ ایک دن حضور غوث پاک حضرت بایزید بسطامی کی قبر پاک پر تشریف لے گئے تو ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ منزل میں میں اور بایزید برابر ہیں مگر دو باتیں مجھ میں زیادہ ہیں وہ یہ کہ ایک میں سید ہوں اور دوسرے محبوب سبحانی ہوں تو جب مزار اقدس پر متوجہ ہوئے تو یہ شعر لکھا پایا۔

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را
او است سید موجودات را

یعنی جو آدمی حسن ذات کا عاشق ہو گیا وہ موجودات کا سید ہے وہ یہ شعر پڑھ کر بہت خائف ہوئے تو روح بایزید ظاہر ہوئی اور فرمایا صاحب زادہ صاحب یہ

میرا قصور نہیں بلکہ یہ تعلیم آپ کو اللہ پاک کی طرف سے ہوئی ہے اور در حقیقت مجھ سے تو آپ ہر رتبہ میں برتر ہیں۔

۷۱:۔ولی وہ ہے جس کی زندگی رب پاک کے ارادہ کے تابع ہو اور لفظ ولی ہے ول ی یعنی اور میرے لئے و کے معنی اور ل کے معنی لئے اور ی کے معنی میرے۔

قطب لغت میں چکی کی کلی کو کہتے ہیں جو چکی کا مدار ہے قطب اگر جہاں میں موجود نہ ہو تو نظام درہم برہم ہو جائے اس سے اگلا مقام ابدال کا ہے قطب زمانے میں وقت چار سو ہوتے ہیں ایک فوت ہو جائے تو اس کی جگہ دوسرا لاتے ہیں اور ابدال زمانے میں چالیس ہوتے ہو جو قطبوں کے سردار ہوتے ہیں۔اوتاد کا مقام ان سے آگے ہے زمانے میں ہر وقت چار اوتاد ہوتے ہیں جو ابدالوں کے سردار ہوتے ہیں غوث کا مرتبہ ان سے آگے ہے یہ قطب مدار کا مشیر ہوتا ہے قطب مدار یعنی پوری دنیا کا قطب ابدالین کا تقرر غوث کے مشورے سے کرتا ہے قطب وقت حضرت علی کرم اللہ وجہ کے زیر قدم ہوتا ہے حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ قطب دوراں کی مدد بھی فرماتے ہیں یہ لوگ سب مل جل کر پوری دنیا کا نظام چلاتے ہیں۔

(۷۲) خراسان کا ایک آدمی بیان فرماتا ہے کہ میں نے شیخ نجم الدین سے پوچھا کہ حدیث پہنچی ہے کہ میری امت میں چالیس ابدال ہیں جن میں سے بارہ عراق سے اور اٹھائیس ملک شام سے اس نے فرمایا حدیث پاک پہنچی تو ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ سارا گروہ عراق اور شام سے ہے نیز شیخ نے فرمایا کہ

نبی پاک ؐ نے جہاں کو دو حصوں میں تقسیم فرمادیا ہے ایک مشرقی حصہ اور دوسرا مغربی حصہ۔ عراق سے مراد نصف حصہ مشرقی ہے اور شام سے مراد نصف حصہ مغربی ہے پس حصہ مشرقی میں عراق خُراسان ہندوستان ترکستان اور تمام مشرقی ممالک شامل ہیں اور پاکستان بھی جو بعد میں بنا ہے اور نصف مغربی حصہ میں شام مصر اور مغرب کے تمام ممالک شامل ہیں۔

(۷۳) بندہ کا ایک پیر بھائی مسمی محمد رمضان جو کہ خلیفہ گزرا ہے فوت ہو چکا ہے جو محلّہ کنک بستی غلام محمد آباد کا رہائشی تھا خواب میں کسی سے ملا اور فرمایا کہ اگلے جہاں میں مجھے اپنے شیخ میاں بشیر احمد صاحب" کا جنازہ پڑھنا کام آگیا۔

(۷۴) عشق جو محبت کی انتہا ہے اس کے تین حروف ہیں یعنی ع ش ق دیکھئے ع نے کیسے منہ کو کھولا ہوا ہے وہ کیا کھائے گی ش یعنی شرک و دوئی اور پھر باقی کیا رہ جائے گا ق یعنی قرب۔

ایسے ہی عشق کی عین سے مراد ہے بالکل ش سے مراد ہے شکل اور ق سے مراد ہے قدیم یعنی بالکل شکل قدیم داتا صاحب" فرماتے ہیں اللہ پاک کی کوئی ضد نہ ہے اور عشق کی بھی کوئی ضد نہیں ہے لہٰذا عشق کا اطلاق رب پاک پر کرنا چاہیے میرے شیخ میاں بشیر احمد صاحب نقشبندی فرماتے ہیں کہ حسن تے عشق دی اکو ذات یعنی حسن یعنی ذات قدوس اور جناب عشق دو نہیں ہیں ایک ہی ہیں۔

۷۵۔ دعا ایک شخص مکمل تین سال سے مصروف عبادت رہا لوگوں نے

جب اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ مرتبہ کیسے ملا تو اس نے جواب دیا کہ میں ایک روز حضرت سری سقطی کے دروازے پر گیا انہوں نے آواز دی تو انہوں نے پوچھا تو کون ہے میں نے عرض کیا آپ کا واقف کار۔ تو آپ نے مجھے دعا دی کہ اے اللہ اسے ایسا بنا دے کہ تیرے بغیر اس کی کسی سے شناسائی نہ رہے اسی دن سے میرے مراتب بلند ہونے لگے اور آج اس درجہ کو پہنچ گیا ہوں تو احباب ایسے لوگوں کے آستان آنا جانا چاہئے

(۷۶) ایک دن ایک بوڑھے آدمی نے حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ کے پاس جا کر شرف مریدی حاصل کیا اور عرض کیا افسوس بوڑھا ہو گیا ہوں آپ کی خدمت میں بے وقت حاضر ہوا ہوں جیسے

حالی نشاط نغمہ و مے ڈھونڈتے ہو اب
آئے بوقت صبح رہے رات بھر کہاں

آپ نے فرمایا چونکہ تم مرنے سے پہلے آئے ہو اس لئے بروقت ہی آئے ہو چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ عارف ہو گئے۔

(۷۷) کسی عورت نے ایک روٹی سائل کو دی اور اپنے خاوند کا کھانا لے کر کھیتوں کی جانب بڑھ رہی تھی کہ ایک درندہ آیا اس کے بچہ کو منہ میں پکڑا اور لے جا رہا تھا کہ غائب سے ایک ہاتھی نمودار ہوا ہاتھی نے اس درندے کے اپنا پاؤں مارا اور بچے کو آزاد کروا دیا غائب سے آواز آئی اپنا بچہ لے جا کہ ہم نے اس ایک روٹی کے ٹکڑے کے بدلے تیرے بچے کو لقمہ (درندے کا) نہ بننے دیا۔

(۷۸) فرمان رب کریم ہے کہ ابن آدمؑ میں ہی صرف معبود ہوں میرے

سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے جس چیز کو کہتا ہوں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اور عدم سے وجود میں آتی ہے لہٰذا تم بھی میری خدمت اور اطاعت کرو کہ میں تمہیں بھی ایسا بنا دوں کہ جس شے کو کہہ دو ہو جا تو وہ ہو جائے

۷۹۔ شناخت حضرت ذوالنون مصری کے دور میں ایک شخص اولیا کرام سے بغض رکھتا تھا اور انہیں خبطی تصور کرتا تھا ایک دن حضرت صاحب نے اس کو اپنی انگشتری دے کر فرمایا کہ جا اسے فلاں نانبائی کے پاس ایک دینار میں فروخت کر آ اس نے جا کر نانبائی سے انگوٹھی کی قیمت بتلائی تو وہ کہنے لگا قیمت زیادہ ہے وہ واپس لوٹ آیا تو آپ نے فرمایا اب یہی انگوٹھی فلاں سنار کے پاس لے جاؤ اس سنار نے اس کی قیمت ہزار دینار لگائی وہ شخص حضرت صاحب کے پاس واپس آیا اور سارا ماجرا عرض کیا تو آپ نے فرمایا جس طرح نانبائی انگوٹھی کی قیمت سے واقف نہیں اس طرح تو بھی مراتب اولیا سے واقف نہیں ہے۔

(۸۰) ایک دفعہ ایک آدمی حمام میں نہا رہا تھا ایک خوبصورت نوجوان حاضر ہوا اور نہانے والے سے کہا کب تک ظاہری طہارت میں مصروف رہو گے باطنی طہارت کا بھی خیال فرماؤ جب وہ شخص طہارت سے فارغ ہوا تو پوچھنے لگا میں نے آج تک تجھ سا نوجوان نہیں دیکھا ہے بتاؤ تم کون ہو اس نے جواب دیا کہ میں بسم اللہ کی ب کا نقطہ ہوں احباب بات تو تب سمجھ میں آئی ہے کہ جب بندہ یہ منزل پا لے بسم اللہ ب کا نقطہ انسان اکمل ہے جس نے حصول معرفت کا مزہ چکھ لیا ہو۔

(۸۱) ایک دفعہ احمد جنگل میں سے اپنے اونٹوں کے ساتھ گزر رہے تھے ان کی عادت کھانے میں ایثار کی تھی ایک شیر آیا اس نے اونٹ کا شکار کیا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کہیں بلندی پر جا کر بیٹھ گیا جانور آئے انہوں نے گوشت سیر ہو کر کھایا تو شیر کھانے کے لئے اترا تو اس نے دیکھا کہ ایک لومڑی لنگڑاتی آرہی ہے شیر واپس لوٹا کہ وہ بھی پیٹ بھرے جب وہ فارغ ہوئی تو شیر آیا کچھ کھایا اور جانے لگا تو حضرت احمد سے مخاطب ہو کر فرمایا احمد دو لقموں کا ایثار تو جانور بھی کر لیتے ہیں مرد وہ ہے جو راہ خدا میں جان کی بازی لگائے آپ کا ایثار کا مان ٹوٹ گیا دل پر شیر کی بات کا اثر ہوا اور یوں توبہ کا راستہ انہوں نے اختیار کیا۔

(۸۲) کسی نے حضرت عبد اللہ جلا سے فقر کا مفہوم پوچھا آپ اٹھ کر باہر چلے گئے کچھ دیر کے بعد آئے تو فرمایا میرے پاس تھوڑے سی چاندی تھی اس کو خیرات کر کے آیا ہوں تاکہ فقیر کے موضوع پر بات کر سکوں لہٰذا اب سن لو جس کے پاس کوئی چیز بھی نہ ہو وہ فقر کا مستحق ہے۔

(۸۳) ایک مرتبہ ابراہیم ادھم نماز عشاء سے فارغ ہوئے جب سب نمازی چلے گئے تو رات گزرے دو فرشتے آسمان سے اترے ایک نے کہا یہاں کوئی آدمی ہے دوسرا فرشتہ بولا ہاں ابراہیم ادھم ہے پہلا بولا وہی ادھم جس نے بڑی تکلیفوں کے بعد یہ درجہ ولایت حاصل کیا اور تھوڑی سی لغزش سے اپنی منزل سے گر گئے دوسرے نے پوچھا وہ کون سے غلطی پہلا فرشتہ بولا ایک مرتبہ ادھم نے بصرہ سے کچھ چھوہارے خریدے پھر ایک چھوہارہ زمین پر گر گیا انہوں نے اپنا سمجھ کر کھالیا اور کھاتے ہی اس درجہ سے گر گیا آپ بے قرار

بصرہ گئے ایک چھوہارہ خریدا اور مالک کو واپس کیا اپنے حال سے دوکاندار کو آگاہ فرمایا اور چھوہارہ کھانے کی معافی مانگی آپ پھر روتے ہوئے بیت المقدس میں آئے عشاء کے بعد پھر وہ دونوں فرشتے آئے ان میں سے ایک نے کہا کہ کسی آدمی کی بو آ رہی ہے ایک فرشتہ بولا ابراہیم ادھم رحمتہ علیہ ہے پہلے نے کہا وہی ابراہیم جو درجہ ولایت سے گر گیا تھا پھر گریہ زاری کرنے سے فضل الٰہی سے اسی درجہ کو پہنچ گیا۔

(۸۴) ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصری دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے ایک سامنے کے محل پر خوبصورت عوت نظر آئی جب میں نے اس سے کچھ بات کرنا چاہی تو وہ بولی فورا سے میں نے آپ کو دیوانہ تصور کیا اور کچھ قریب آکر آیک عالم سمجھا اور بالکل قریب آکر اہل معرفت تصور کیا لیکن اب معلوم ہوا کہ آپ تینوں میں سے کچھ بھی نہیں ہیں آپ نے پوچھا وہ کیسے تو وہ کہنے لگی کہ دیوانے وضو نہیں کرتے عالم نامحرم پر نظر نہیں ڈالتے اور اہل معرفت خدا کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ رب پاک کی طرف سے ایک نصیحت ہے اور وہ عورت پھر غائب ہو گئی۔

(۸۵) حضرت یحییٰ بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے ہمیشہ بچو اول غافل علما سے دوم کاہن قاریوں سے سوم جاہل صوفیوں سے نیز فرمایا اولیاء اللہ کو تین سے باتوں سے پہچانو اول یہ کہ وہ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں دوم وہ مخلوق سے بے نیاز ہیں اور سوم یہ کہ وہ خدا کو یاد کرتے ہیں انہوں نے عقل مندوں کی تین علامات یہاں فرمائی ہیں اول یہ کہ وہ امراء کو حسد کی بجائے بنظر نصیحت دیکھتے ہیں دوم عورت کو شہوت کی بجائے شفقت کی

نظر سے دیکھتے ہیں اور سوم وہ درویش کو غرور اور تکبر کی بجائے تواضع سے دیکھتے ہیں یاد رکھیئے بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو بندہ کو خدا کے قریب کر دیتے ہیں جیسے گناہ کر کے شرمسار ہونا اور بعض نیکیاں بندے کو خدا سے دور کر دیتی ہیں جیسے نیک کام کر کے اس پر تکبر کرنا پس راہ انعمت علیھم کی رب پاک سے توفیق مانگیئے اور پھر اس پر استقامت کی توفیق مانگیئے اور خدا پاک سے پناہ کا سوال اٹھائے۔

(۸۶) اگر انسان چالیس سال کی عمر تک پہنچ کر بھی اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور توبہ نہ کرے تو شیطان اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے نجات نہ پانے والے میں تجھ پر فدا یعنی قربان ہوں پس حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں آخرت کا کام آج کر اور دنیا کا کام کل پر چھوڑ دے۔

(۸۷) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ اجمیری فرماتے ہیں کہ عاشق کا دل آتش کدہ ہے جن کے سوا اس کے دل میں جو بھی آئے گا جل جائے گا اور ختم ہو جائے گا کیونکہ آتش محبت سے بڑھ کر دنیا میں کوئی آگ نہیں کسی نے کیا خوب کہا کہ۔

عشق گرم کی تاثیر ہے انعام حیات
تیرے سینے میں گر ہے تو مسیحائی کر

(۸۸) ایک دفعہ حضرت غلام علی شاہ صاحبؒ کے پاس ایک ہندو آیا اس نے کہا مجھے یاد خدا سمجھا دیجئے آپ نے فرمایا ہر صبح دو ہزار مرتبہ اللہ اللہ کر لیا کر وہ کہنے لگا اس نام سے یاد نہ کروں گا تو آپ نے فرمایا چلئے اپنے دل کی طرف متوجہ ہو کر تو ہی تو ہی کہہ لیا کہ وہ راضی ہو گیا تو ایسے کرنے سے اس

کے دل میں رغبت حق پیدا ہو گئی اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

۸۹۔ ہمت ولی اور سخاء ولی ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد عابد کا گزر ایک مسجد میں ہوا۔ وہاں دیکھا کہ ایک آدمی اپنے ساتھ مریدوں کو جمع کئے ہوئے ہے اور آدمیوں کو مرید کر رہا ہے لیکن اس کا باطن انوار الٰہی سے خالی ہے چونکہ بزرگوں کے نزدیک فنا قلبی واردات کے بغیر مرید کرنا جرم ہے۔ پس آپ کو اس کے حال پر رحم آیا اور دیر تک اس کی طرف آپ متوجہ رہے اس کو ولایت قلبی تک پہنچادیا یعنی پیری کے قابل فرمادیا۔

(۹۰) حضرت میر نعمان فرماتے ہیں مجھے ایک مرتبہ ایک مقام حاصل کرنے کی آرزو ہوئی مگر وہ مقام حاصل نہ ہو رہا تھا اتفاق سے ایک رات برہان پور کے چبوترے سے میں گرا اور میرا ہاتھ ٹوٹ گیا مگر وہ مقام مجھے میسر آگیا فرماتے ہیں اس گرنے سے اس قدر خوشی حاصل ہوئی میں نے حلوہ بنوایا اور تقسیم کیا اس وقت مجھے یہ اعتقاد لگتا تھا جو اس حلوے کو کھائے گا وہ بہشت میں جائے گا۔

(۹۱) حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ فلاں شہر میں ایک ولی رہتا ہے میں اٹھا اس کی زیارت کا ارادہ کیا جب میں اس مسجد میں پہنچا تو وہ اپنے گھر سے باہر آیا اور مسجد کے اندر تھوک دیا میں اسی جگہ سے واپس آگیا اور اس کو سلام تک نہ کیا میں نے دل میں سوچا کہ وہ ولی ہوتا ہے جو اپنے اوپر شریعت کی نگرانی رکھے تاکہ حق تعالیٰ اس کی ولایت کی نگرانی رکھیں اگر یہ ولی ہوتا تو مسجد کی زمین پر نہ تھوکتا اور مسجد کی

حرمت کا خیال رکھتا تاکہ حق تعالیٰ اس کی کرامت کی صحت کا تحفظ فرماتے۔ فرماتے ہیں اسی رات میں نے نبی پاک ؐ کو خواب میں دیکھا آپ فرما رہے ہیں اے بایزید جو عمل تو نے کیا ہے اس کی برکات تمہارے باطن میں پہنچ چکی ہیں اور دوسرے روز میں اس مقام پر پہنچ گیا جہاں تم مجھے دیکھ رہے ہو۔

(۹۲) حضرت جناب مجدد صاحب فرماتے ہیں جب میں ایصال ثواب کے لئے کھانا پکاتا تھا تو آل حضور پاک کی روحانیت کے لئے مخصوص کرتا تھا حضورؐ کے ساتھ ایصال ثواب میں حضرت امیرؓ یعنی حضرت علیؓ پاک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امام صاحبان رضی اللہ تعالیٰ انہما کو ملاتا تھا یعنی یاد کرتا تھا ایک رات فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنسرورؐ تشریف فرما ہیں اور آپ میری طرف توجہ نہیں فرما رہے ہیں اور چہرہ مبارک دوسری طرف فرمائے ہوئے ہیں اس دوران آپ نے فقیر سے فرمایا کہ میں کھانا عائشہ کے گھر کھاتا ہوں جو شخص مجھے کھانا بھیجے وہ کھانا حضرت عائشہ کے گھر بھی بھیجے اس وقت معلوم ہوا کہ آپ کا میری طرف منہ نہ کرنے کا سبب کیا تھا اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ بلکہ آپ کی تمام ازواج مطہراتؓ کو اہل بیت کے ساتھ بندہ شریک کرتا تھا اور تمام اہل بیت سے توسل کرتا ہے اس معاملہ سے ختم شریف کی سند بھی مل جاتی ہے۔

(۹۳) حضرت امام غزالی صاحب فرماتے ہیں کہ جہاں صدیقوں کی حد ختم ہوتی ہے وہاں سے نبوت شروع ہوتی ہے ولی کی انتہا نبی کی ابتدا ہے نبی کو آغاز ہی سے تربیت و تدریس کی اجازت ہوتی ہے جبکہ ولی کو تربیت کے بعد

اجازت خلافت سے سرفراز فرمایا جاتا ہے فرماتے ہیں ہمارے امت کے اخص کو انبیاپر کوئی فضیلت نہ ہے نبی نبی ہوتا ہے اور ولی ولی ہوتا ہے مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ ولی جس قدر بلند ہو جائے وہ صرف نبی کے قدم تک ہی پہنچ سکے گاہاں اس قدر ثابت ہے کہ خواص بندوں کو دولت قرب میں انبیاء علیھم السلام کے ساتھ شرکت حاصل ہے انبیا اگر واصل باللہ ہیں تو خاص بندے بھی واصل باللہ ہوتے ہیں یعنی انہیں یہ دولت قرب حاصل ہے تربیت کے لحاظ سے میں نے دیکھا ہے (مصنف نے) کہ اولیاء کو بھی فضل حق سے ایسی تربیت دی جاتی ہے جیسے انبیاد علیم السلام کو یعنی بعض مریدوں کے سبق انبیاء جیسے ہوتے ہیں۔

حضرت مجدد صاحب سے کسی نے پوچھا کہ وہ کون سا کمال ہے جو نبی پاک ؐ کی امت ہونے پر وابستہ ہے اور انبیا کو یہ انعام نبی ہونے کی حیثیت بھی حاصل نہیں فرمایا یہ کمال حقیقت الحقائق کے ساتھ واصل ہونا ہے جو وراثت و تبعیت پر وابستہ ہے بلکہ حق تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے یہ نعمت پاک نبی پاک کے امتیوں میں سے خاص کو حاصل ہے شاید اسی واسطے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کنتم خیرا امتہ کہ تم تمام امت سے بہتر ہو۔

۹۴۔ حضرت امام مہدی حضرت مجدد صاحب نے فرمایا ہے کہ نبی پاک کی احادیث میں آیا ہے کہ حضرت مہدیؑ موعود ظاہر ہونگے ان کے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا ہو گا اور اس بادل میں ایک فرشتہ ہو گا جو آواز دے گا کہ یہ شخص حضرت مہدیؓ ہیں اس کی پیروی کرو اور ارشاد حضورؐ ہے کہ چار آدمی زمین

کے مالک ہوئے ان میں سے دو مومن اور دو کافر ہیں۔ مومنوں میں سے ذوالقرنین اور حضرت سلیمان ہیں اور کافروں میں نمرود اور بخت نصر ہیں اور پانچواں آدمی جو زمین کا مالک ہو گا وہ میرے اہل بیت سے ہو گا یعنی حضرت مہدیؓ آپ نے فرمایا اس وقت تک دنیا ختم نہ ہو گی جب تک رب پاک میرے اہل بیت سے ایک ایسا آدمی پیدا نہ کرے جس کا نام میرے نام جیسا اور اس کے والد کا نام میرے والد صاحب جیسا ہو اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا حدیث شریف میں آیا ہے کہ اصحاب کہف حضرت مہدی کے مددگار ہونگے اور حضرت عیسیٰؑ کا ساتھ دیں گے اور ان کی سلطنت کے ظہور کے زمانہ میں چودہ رمضان المبارک کو سورج گرہن ہو گا اس طرح اسی ماہ کی ابتدا میں چاند گرہن ہو گا یہ منجموں کے حساب کے اور زمانہ کی عادت کے خلاف ہو گا۔ نیز حضورؐ نے فرمایا کہ خلاف عادت سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا حضرت مہدی کا ظہور حضرت عیسیٰ کا نزول دجال کا نکلنا یاجوج ماجوج ایک قوم ہے کا ظاہر ہونا اور دابہ الارض کا نکلنا اور ایک دھوئیں کا آسمان سے پیدا ہونا جو تمام لوگوں کو گھیر لے گا اور دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے آدمی بیقراری میں کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم کو اس عذاب سے بچا ہم ایمان لاتے ہیں اور آخری علامت آگ ہے جو عدن سے اٹھے گی۔

نوٹ :۔ دابہ الارض ایک عجیب شکل کا جانور ہے کوہ صفا سے زلزلہ پھٹے گا اس میں سے وہ جانور ظاہر ہو گا اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت سلیمان کی انگوٹھی ہو گی وہ عصا سے مسلمانوں کی پیشانی پر نورانی نشان

لگائے گا اور انگوٹھی سے ہر کافر کی پیشانی پر سیاہ دھبہ لگائے گا۔

(۹۵) قطب وحدت قطب مدار ہے اس کا تعلق براہ راست رب پاک سے ہوتا قطب وحدت میں تین امتیازی خصوصیات ہیں (ا) اگر کوئی آدمی رات دن مسلسل اس کی صحبت میں رہے تو القا کیئے بغیر اس کے لطائف منور ہو جاتے ہیں بلکہ منازل سلوک بھی شروع ہو جاتی ہیں۔

(۲)۔ اس کا کوئی تربیت یافتہ اس کی اجازت کی بغیر اگر کسی کو لطائف کرانا شروع کر دے تو دوسرے آدمی کے لطائف منور ہو جائیں گے۔

(۳)۔ وہ اپنے شاگردوں کو توجہ غیبی سے فیض دیتا ہے اور منازل بدستور طے ہوتی رہتی ہیں مگر مبتدی شاگرد کے لئے یہ حکم نہیں ہے فتوحات مکیہ میں ہے مومنوں اور کافروں کا کوئی ایسا گاؤں نہیں ہے جس کا قطب نہ ہو کیونکہ قطب کے بغیر کوئی علاقہ قائم نہیں ہو سکتا۔ قطب ارشاد وصول فیض کا ایک واسطہ ہے حضرت خضر نے فرمایا کہ ہمیں قطب مدار کا معاون بنایا گیا ہے۔

(۹۶) ایک دفعہ ممشاد دینوری نے فرمایا کہ میں غنودگی کے عالم میں تھا میں نے مسجد میں دیکھا کوئی کہنے والا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اگر تو اولیا میں سے کسی کو دیکھنا چاہتا ہی تو اٹھ اور توبہ کے ٹیلے پر جا میں بیدار ہوا اس وقت برف باری ہو رہی تھی وہاں پہنچا تو حضرت ابراہیم خواص کو دیکھا تو وہ آلتی پالتی مارے بیٹھے تھے جہاں وہ تشریف رکھتے تھے وہاں برف باری نہ تھی میں نے ان سے پوچھا آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ مرتبہ مجھے فقیروں کی خدمت کے بدلے میں عطا کیا گیا ہے۔

(۹۷) ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو تباہ کر دو اس

فرشتے نے عرض کیا خدایا اس شہر میں فلاں آدمی جو عابد رہتا ہے اس نے کبھی پلک جھپکنے کے برابر گناہ نہیں کیا فرمایا اسے بھی تباہ کر دو کہ لوگ گناہ کرتے رہے اور وہ میری خاطر ان سے ذرہ ترش رو یعنی ناراض نہ ہوا۔

(۹۸) کسی نے حاتم اصم سے نصیحت طلب کی تو آپ نے فرمایا دوست چاہیئے تو اللہ پاک کافی ہے ساتھیوں کی تمنا ہے تو نکیرین فرشتے کافی ہیں جو دائیں بائیں میں عبرت حاصل کرنی ہے تو دنیا کافی ہے اگر ہمدرد کی تلاش ہے تو قرآن پاک کافی ہے اگر کوئی شغل چاہیئے تو عبادت کافی ہے اور اگر میرے باتیں بری لگتیں ہیں تو دوزخ کافی ہے۔

(۹۹) نقل ہے کہ ایک چشتیہ شیخ زادہ حضرت جناب باقی باللہ کا مرید ہوا اتفاقاً اس کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی کس نے یہ معاملہ حضرت خواجہ سے عرض کر دیا آپ نے فرمایا کہ اس کے دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ اس طریقہ کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی نسبت حاصل کی جائے اور یہ بات مجھ پر ظاہر ہو گئی مجھے اس کی غیرت ہو گئی اور اس کی بیماری کی یہ وجہ ہے۔اس شخص نے یہ حال مریض کے سامنے پیش کیا تو اس نے اس کی تصدیق کی پھر مریض نے اس خیال سے توبہ کی چنانچہ فی الفور اس کو آرام آگیا۔

(۱۰۰) نقل ہے کہ حضرت جناب مرزا مظہر جانجاناں نے جو کہ وقت کے قطب ارشاد تھے آپ نے مریدوں کو منع کر رکھا تھا کہ کسی کے سامنے آپ کا نام نہ لیں کہ ان کے مرید ہیں۔اتفاقاً ایک شخص سے حضرت سعد نے کہا کہ آپ کے پیر صحبت تھے دریافت کیا کہ تم کس کے مرید ہو اس نے کہا میں نے

اپنے بزرگوں سے طریقہ اخذ کیا ہے حالانکہ وہاں آپ کا نام لینا ضروری تھا
اس سبب سے مرزا صاحب کو سخت غیرت آئی اور آپ سخت ناخوش ہوئے
معلوم ہوا کہ جملہ پیر طریقت تا حضرت ابو بکر صدیقؓ اس سے برہم ہو گئے اور
وہ مرید دو تین دن میں ہلاک ہو گیا ہم اس راہ پر چلنے والوں کی رب العزت
حفاظت فرمائے اور حق گوئی کی توفیق دیں۔ آمین!

۱۰۱۔ اخلاص ایک عارف نے بہت سی کتب لکھیں۔ قضائے الٰہی سے اس
جہاں سے رخصت ہوا تو خواب میں کسی شخص سے ملا تو فرمایا جتنی کتابیں میں
نے لکھی ہیں اس جہاں میں مجھے کچھ کام نہ آئیں مگر ایک روز میں مصروف
تحریر تھا ایک پیاسی مکھی آئی وہ میری نب پر بیٹھ گئی میں نے توقف کیا کہ وہ
پیاسی ہے سیاہی چوس کر پیاس بجھالے۔ مکھی سے یہ شفقت کرنا مجھے دوسرے
جہاں میں کام آگیا پوری دنیا رب پاک کا کنبہ ہے وہ آدمی اچھا ہے جو اس کے
کنبہ سے پیار کرے یعنی شفقت کرے۔ پس خدا کے لئے اس کی مخلوق سے
حسن شفقت سے پیش آنا چاہیے تاکہ رضائے حق حاصل ہو بندہ نے یہ کتاب
اس لئے لکھی تاکہ اس کی مخلوق اس سے علمی روحانی استفادہ کرے اس کے
قرب کی راہ اختیار کرے اور بندہ ذات کریم سے جس چیز کا طالب ہے وہ
علیم ہے خبیر ہے اور رؤف رحیم ہے۔

خلاصہ

عالم امر (لطیفہ قلب روح سر خفی اخفیٰ) جذبہ ہے اور جذبہ فنا و بقا

ہے اور یہ وجدانیت سے متعلق ہے۔فناء راہ طریقت میں قدم اول ہے عالم خلق یعنی لطیفہ نفس و قالب (جسم) یہ سلوک ہے اور اس کو نفی کہتے ہیں عالم امر لامکانی ہے اور عالم خلق امکانی یعنی جسمانی ہے۔سلوک نفی کو کہتے ہیں جذبہ سلوک پر مقدم ہے۔نقشبندی مجددی یوسفی شیوخ عالم امر سے ابتداء کرتے ہیں یعنی اپنے مریدوں کو جذبہ ابتداء میں عنایت فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس بزرگ طریقہ کی ابتدا دوسرے طریقوں کی نہایت میں درج ہے۔فناء ماسوا سے دل کو خالی کرنے کو کہتے ہیں اس راہ میں دوسرا قدم دوئی کا خاتمہ ہے جس کے ساتھ ذاتی شہود وابستہ ہے جو بقا سے عبارت ہے۔بقا حیرت سے متعلق ہے اور حیرت کفر طریقت یعنی مشاہدہ کثرت کے بالکل پوشیدہ ہونے کے بعد ہے جس کے بعد اسلام حقیقی سے واسطہ پڑتا ہے جس کو وصل عریانی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔بہت کم لوگ اس نعمت سے نوازے جاتے ہیں ان لوگوں کے وجود پاک کو غنیمت جاننا چاہیے اور ان سے استفادہ کرنا چاہیے کیونکہ۔

تمنا درد دل کی ہے تو خدمت کر فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

پس

محبوباں دے ہو کے رہیے غیراں کول نہ بہیئے
سندے رہیئے بات سجن دی اپنی بات نانہہ کہیئے
جے نچیاں گل بندی ہووے تے پیریں گھنگھروی پائیے

یار دا در نانہہ چھڈیئے نیازی سدا اوندے جاندے رہئیے

حضرت جناب داتا صاحب فرماتے ہیں کہ معرفت سرالہیٰ میں سے ایک ایسا سر ہے جو تربیت کے بغیر پروان نہیں چڑھتا۔ پس تربیت کیلئے شیخ اکمل کی معیت از حد ضروری ہے شیخ وہ ہو جو جذبہ وسلوک کی راہ سے خود پرورش پا چکا ہو باشریعت ہو جس کی نظر کیمیاگر ہو اور جو تجھے تیرے مقصود سے ہم آغوش کردے تیرا مقصود وہ ذات جمیل ہے جو کریم رحیم کے ساتھ ساتھ صمد یعنی بے نیاز بھی ہے کسی نے خوب کہا ہے:۔

نہ تنہا آفتم زیبائی او است
بلائے من نا پروائی او است

یعنی محبوب کا خوب صورت ہونا ہی میرے لئے آفت نہیں ہے بلکہ اس کی بے پرواہی بھی میری جان کے لئے بلا ہے۔ بے نیازی بھی دو معنی سے ہے ایک تو یہ کہ وہ بے نیاز ہے جس کی بے نیازی نے میری جان نکال رکھی ہے اور بے نیازی کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ اس صمد یعنی بے نیاز نے کسی سے مدد لے کر میری مدد نہیں فرمائی اس پر میں کیا ہی خندہ زن ہوں پس راہ محبت میں بارگاہ میں پہنچنے کے بعد اس کی بے نیازی سے ڈرتے رہیئے کہ وہ واپس نہ لوٹا دے کسی بات سے برہم ہو کر۔ اور عارفان حق کا خوف آخر میں۔ اسی ضمن مین ہوتا ہے اور کرم حق سے پوری امید رکھئے کہ وہ ہمیں گلے لگا کر الگ نہیں کرے گا کیونکہ۔

شیوہ ہے کریموں کا سب معاف خطا کرنا

اور رب العزت احساں ہی فرمائیں گے کہ کرم کرنا اس نے اپنے اوپر لکھ لیا ہے۔ دل مرکز محبت ہے جو محبوب کا تقاضا کرتا ہے۔

میں نے اس کتاب کا آغاز دل سے کیا ہے اور یہ داستان محبوب پہ ختم کی ہے خدا کرے کوئی محبت بھرا دل پاکر طریق خاص پر رواں ہوکر محبوب حقیقی کو پالے پھر اس کا ہو رہے۔ آمین ثم آمین!

احقرالعباد

خیراندیش

میاں عبدالغفور (بی۔اے)

خلیفہ نقشبندیہ مجددیہ یوسفیہ

ڈی ٹائپ کالونی کوارٹر نمبر 1025 فیصل آباد

مورخہ 9 جون 2000ء

بمطابق ۵ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ